

جَهَنْدُرِ لِلْأَعْبَارِ وَسَيِّدُ الْكَثُورِ كَيْ شَرِيعَ حَيَّشَتْ

مُحَكَّمٌ

آمَّا بَعْدُ الشَّرِيعَةِ، قَاتِلَتْ الْعَقَادَةَ فِي الْبَشَرِ، حَذَّرَتْ عَلَامَةَ
مُفْتَیِ الْمَحْلِفِ لِلْفَتْرِ، سَاعَانَ تَارِخِ الْجَمِيعِ كُلِّ الْمُرْسَلِينَ

تَرَقَّبُ وَيَسِّرُ كُشْ

مُفْتَیِ شَهَادَةِ أَخْمَدِ الصَّابَاغِيِّ، جَامِدَةِ آمِيدَةِ مِنْوَاهِيِّ الْجَمَوْنِيِّ بِلَوْرَفِيِّيِّ

كَاشِيَةَ

أَمَّا بَعْدُ اِنْتَهَىَتْ كَوْنِيَّةِ الْمُؤْمِنِينَ، أَمَّا بَعْدُ اِنْتَهَىَتْ كَوْنِيَّةِ الْمُؤْمِنِينَ



جديد ذرائع البالغ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت

تألیف

تاج الشریعہ قاضی القضاۃ حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان
 قادری ازہری دام ظله العالی

ترتیب و پیش کش

مفتی شمشاد احمد مصباحی جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسی، مسویوپی

ناشر

الحاج آفتاب میں قادری، سکریٹری، امام احمد رضا و ملیفیسر ٹرست، چکرہ، بہار

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب : جدید ذرا لع ابلاغ سے روایت ہال کے ثبوت کی شرعی حیثیت

مصنف : تاج الشریعہ، علامہ مفتی اختر رضا خان قادری، ازہری، بریلی شریف

ترتیب و پیشکش: مفتی شہزاد احمد مصباحی جامعہ احمدیہ رضویہ گھوی منو

حسب فرمائش : شہزادہ تاج الشریعہ، علامہ مسجد رضا خان قادری، بریلی شریف

من طباعت : صفر ۱۴۳۵ھ مطابق دسمبر ۲۰۱۴ء

کپوزنگ : محمد یال اشرف قادری، گھوی

سینک : شیخ احمد چشتی جامعہ الرضا بریلی شریف

تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰) باراول

صفحات : ۸۲

ناشر

الحج آفتاہ حسین قادری

سینکریٹی امام احمد رضا و ملیف سرٹسٹ، چھپرہ، بہار

فہرست کتاب

نمبر شمار	صفحہ	عنوان
۱	۳	مقدمہ: منتشر شاواحمد مصباحی، جامعہ امجدیہ رضویہ گھوی
۲	۱۹	تقریظ جلیل: ممتاز الفقہاء محدث کبیر، حضرت علامہ ضیاء المصطفیٰ قادری
۳	۲۸	تائید مزید: عدۃ الحقائقین، حضرت علامہ منتشر شیر حسن رضوی
۴	۲۹	جدید ذراع ابلاغ سے روایت بلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت
۵	۳۱	خبر مستقیض کی تحقیق
۶	۳۳	خبر مستقیض، خبر متواتر کا مترادف ہے
۷	۳۲	خبر مستقیض میں نجیرین کا قاضی کی مجلس میں حاضر ہونا ضروری ہے
۸	۳۰	جدید ذراع ابلاغ سے استفاضہ کے تحقیق پر چند سوالات
۹	۳۶	خبر کوشہادت سے تعبیر کرنے کی حکمت
۱۰	۵۲	ایک دوسرے کے سامنے ہونے کا مطلب
۱۱	۵۳	کتاب القاضی الی القاضی کی بحث
۱۲	۵۶	ایک اہم استفتاء اور اس کا تفصیلی جواب (نقل سوال مع جواب)
۱۳	۶۶	اعلان روایت کے حدود میں توسعہ کی بحث
۱۴	۷۱	شیلیقوں کو توپ کی آواز پر قیاس کرنے کی بحث
۱۵	۷۷	تصدیق کرنے والے علمائے کرام و مفتیان عظام کے اسامی گرامی
۱۶	۰۰	تصدیق: عدۃ الحکماء، حضرت منتشر محمد شعیب رضا قادری
	۰۰	مرکزی دارالافتاء، بریلی شریف (کتاب کی پشت پر)

مقدمہ

لر: مفتی شمسا داحمد مصباحی
بامع احمدیہ رضویہ گھوی ضلع منو، یوپی

حضورتاج الشریعہ مدظلہ العالی ان منتخب روزگارہستیوں میں سے ایک ہیں جنہیں اللہ رب العزة نے گونا گوں فضائل و کمالات سے سرفراز فرمایا۔ علم و تحقیق، تصنیف و تالیف، فقہ و افتاء، نقد و نظر، بحث و مذاخرہ میں غیر معمولی مہارت و بصیرت کے ساتھ ساتھ مذہب و مسلمک کی حفاظت و اشاعت کے جذبہ بیکار اس سے بھی وافر حصہ عطا فرمایا۔

مختلف رینی، علمی، فقیہی موضوعات پر آپ کی گرائی قدر تحقیقات، مقالات اور تصنیفات دنیا بھر میں اہل علم سے خرچ چھیسیں وصول کر پہنچی ہیں۔ آپ کی تصنیفات و تالیفات اور آپ کے ذریعہ کیے گئے اعلیٰ حضرت کی اہم کتابوں کے تراجم و تعریفات کی اجمالی فہرست میری کتاب ”تاج الشریعہ ایک بلند پایہ محقق“ میں دیکھی جاسکتی ہے۔

زیر نظر کتاب ”جدید ذرائع ابلاغ“ سے رویت ہلال کے ثبوت کی شرعی حیثیت، حضورتاج الشریعہ کی بالکل تازہ ترین تصنیف ہے جس میں آپ نے دلائل و براہین کی روشنی میں اس بات کا ثبوت فراہم کیا ہے کہ متعدد شیلیفون اور موبائل سے حاصل ہونے والی خبر، خبرستقیض نہیں اور اس کا ثبوت بھی کہ قاضی کا اعلان اس کے پورے حد و تقاضا میں معترض نہیں بلکہ شہر اور حوالی شہر تک محمد و در ہے گا۔ ان دونوں موضوعات پر حضورتاج الشریعہ نے نہ صرف علمی تحقیقات کا دریا

بہایا ہے بلکہ قائلین جواز کے دلائل کا بھرپور علمی محاسبة اور ان کے شیہات کا ازالہ بھی فرمایا ہے۔

اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ہر انصاف پسند، دیانتدار اور منصف مزان قاری یہ پکارائیں گا کہ حضور تاج الشریعہ کی تحقیق، فقہا کی تصریحات اور اعلیٰ حضرت کی تحقیقات کے میں مطابق ہے اور یہی موقف حق و صواب ہے۔
بحث کا نقطہ آغاز یہ ہے کہ خبر مستفیض اعلیٰ درجہ کی خبر صحیح ہے۔ اور خبر کی صحت کا دامغ ہنس پر نہیں بلکہ من جملہ شرعاً امتحنہ اتصال بھی ضروری ہے۔ اور اتصال بے ملاقات متصور نہیں۔ اسی لیے امام بن حاری نے با فعل ملاقات کو محنت حدیث کے لیے شرط قرار دیا جب کہ امام مسلم نے امکان ملاقات کی شرط رکھی اور جہاں راوی اور مروی عنہ میں سیکڑوں واسطے ہوں وہاں خیر متصل نہیں منقطع ہے ایسی متعدد خبریں باہم مل کر بھی بمنزلہ استفادہ نہیں ہو سکتیں۔

اس لیے متعدد ٹیلفون اور موبائل سے حاصل ہونے والی خبر شرعاً خبر مستفیض نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ شیخ مصطفیٰ رحمتی علیہ الرحمہ نے استفادہ کی تعریف یا اس الفاظ کی۔

”معنی الاستفاضة أن تأتي من تلك البلدة“

جماعات متعددون“ اخ.

اس تعریف سے ظاہر ہے کہ متعدد جماعتوں کا آنا استفاضہ کے تحقق کی بنیادی شرط ہے نہ یہ کہ تحقق استفاضہ کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت کا بیان ہے۔

اس لیے مجوزین کی یہ بات قابل اعتنائیں کہ علامہ رحمتی نے استفاضہ کی جو تعریف کی وہ اپنے زمانہ کے لحاظ سے کی۔

حضور تاج الشریعہ نے اس مقام پر فتاویٰ رضویہ، ردا الحکمار، حدیقت مدیہ سے

متعدد جزئیات لفظ کرنے کے بعد فرمایا کہ متعدد افراد کو قون کر کے حاصل کی جانے والی خبر، یوں ہی کسی شہر سے متعدد شیلیفون سے موصول ہونے والی خبر، شرعاً خبر مستفیض نہیں۔

کتب فقہ و حدیث میں ایسے استفاضہ کا دو درود تک کہیں نام و نشان نہیں اس لیے شیلیفونی استفاضہ شرعیہ ماننا اصول فقہ و حدیث کے خلاف ہے۔

حضرت امام حضور ناج الشریعہ نے بحر الرائق، تاتار خانیہ وغیرہ کے حوالے سے یہ بھی ثابت فرمایا کہ خبر مستفیض، خبر متواتر کا مترادف ہے اس لئے اس کی کوئی تعداد متعین کرنا صحیح نہیں کہ یہاں کثرت بے حصر مطلوب جو شیلیفونی استفاضہ میں منقول ہے۔

الہذا چار، چھ، نو، کو متعدد جماعتوں پر مشتمل قرار دینا تھا صرف اصول فقہ و حدیث کے خلاف ہے عرف کے بھی خلاف ہے۔

عرف عام میں جماعت ایک گروہ کو کہتے ہیں جو کسی افراد پر مشتمل ہو اور تعریف استفاضہ میں "جماعات متعدد دون" فرمایا جس کا مطلب یہ ہے کہ استفاضہ شرعیہ کے لیے اسی متعدد جماعتوں درکار ہیں جس میں ہر جماعت کسی افراد پر مشتمل ہو یہی مفہوم فقہیہ متفق ہے متفقہ میں و متاخرین نے بیان فرمایا، یہی علامہ رحمتی کی عبارت کا مفاد ہے اور یہی اعلیٰ حضرت کا ارشاد ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

"وہ استفاضہ جو شرعاً معتبر ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس

شہر سے گروہ کے گروہ متعدد جماعتوں آئیں" اخ

اور جب خبر مستفیض، خبر متواتر کا مترادف ہے اور خبر متواتر اعلیٰ درجہ کی خبر صحیح ہے تو اس میں راوی کا مرتبہ تحمل اور مرتبہ ادائے خبر میں حاضر ہوتا ضروری ہے۔

اس پر تمام محدثین کااتفاق چلا آ رہا ہے۔ اور شیلیفونی استفاضہ میں خبر و نیئے والے مجلس قاضی میں حاضر نہیں ہوتے اس لیے متعدد شیلیفون اور موبائل سے حاصل

ہوتے والی خبر، شرعاً خبر مستفیض نہیں، اس کو خبر مستفیض مانتا اصول فقہ و حدیث میں ایک امر متفق علیہ کی خلاف ورزی ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے اس مقام پر ایک خاص نکتہ کا افادہ فرمایا جس کی طرف بہت کم علمائی توجہ ہو پائی ہے۔ وہ نکتہ یہ ہے کہ خبر مستفیض مجرد خبر نہیں بلکہ از قبیل روایت ہے جو من وجہ شہادت کی طرح ہے۔ اسی لیے فقہاء نے جا بجا اپنی عبارتوں میں ایسی خبروں کو مادہ شہادت اور اس کے مشتقات سے تعبیر فرمایا مثلاً عالمگیری میں فرمایا: "حتیٰ لو شهد جماعتہ الحجّ" اسی میں دوسری جگہ فرمایا۔

إنَّ كَانَ بِالسِّمَاءِ عَلَةً فَشَهَادَةُ الْوَاحِدَةِ عَلَى هَلَالِ رَمَضَانَ مَقْبُولَةٌ الحجّ۔ یعنی مطلع اگر ایر آلوہ ہو تو ہلال رمضان میں ایک شخص کی شہادت معتبر ہے اس جگہ خبر کو شہادت سے تعبیر کیا گیا اسی طرح "حتیٰ أنه لو شهد عدداً حاكم و سمع رجل شهادته عند الحاكم الحجّ" میں خبر کو شہادت سے تعبیر کیا گیا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ یہاں مجرد خبر مراد نہیں جو درجہ حکایت میں ہو بلکہ وہ خبر مراد ہے جو درجہ روایت میں ہو، جس کو شہادت سے تعبیر کیا جا سکے۔

اس لیے تعریف استفاضہ میں "میخبر، یشهد" کے درجہ میں ہے لہذا استفاضہ میں مخبرین، شاہدین کے حکم میں ہیں۔

اور شہادت میں ہر زمانے کا وستور یہی رہا ہے کہ شہادت مجلس قضا میں ادا ہوتی ہے اس لیے علامہ حمتی کی تعریفِ استفاضہ صرف اپنے زمانے کے لحاظ سے نہیں بلکہ ہر زمانے کے لحاظ سے ہے۔

اس کا لازمی معنی یہ ہے کہ استفاضہ شرعیہ کے تحقیق کے لیے مخبرین کا مجلس قضا میں حاضر ہونا ضروری ہے۔ دوسرے شہر سے بذریعہ شیلیفون خبر دینے سے حاضر ہونے کی ابہامی شرط قوت ہو رہی ہے اس لیے شیلیفونی استفاضہ کو استفاضہ شرعیہ کا درجہ حاصل نہ ہو گا اور نہ ہی اس پر آغاز رمضان وعید کرنا جائز۔

ہاں یہ ضرور ہے کہ یہاں لفظ "أشهد" کہنا شرط نہیں کہ یہ مسکن وجہ شہادت ہے مگر کل الوجہ شہادت نہیں۔

شیفوفی استفاضہ کا دروازہ کھولنے کے بعد بعض محققین نے اپنے آپ کو محتاط خاہر کرنے کے لیے فرمایا۔

"خبر رسانی کے جدید ذرائع مثلاً شیفوفون، موبائل، نیکس، ای میل سے استفاضہ کا تحقیق ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ ان ذرائع کو ممکن حد تک ناخدا ترسوں کے دھوکہ، فریب اور جھوٹ کے اندیشہ سے محفوظ رکھا جائے ورش ان کے ذریعہ موصول ہونے والی خبروں کی حیثیت، بازاری افواہ کی ہو گئی نہ کہ استفاضہ کی۔"

حضورتاج الشریعہ نے اس پر پے در پے کئی ایرادات قائم کیے۔ آپ رقمطراز ہیں۔

(اولاً) یہ مقالہ نگار کا اپنا خیال ہے کہ ان ذرائع سے استفاضہ کا تحقیق ہو سکتا ہے یہ فتاویٰ رضویہ اور جن کتب مذہب کی عبارتیں فتاویٰ رضویہ میں منقول ہوئیں ان سب کے خلاف ہے۔

(ثانیاً) مقالہ نگار کو جب تسلیم ہے کہ ان ذرائع میں دھوکہ، فریب، جھوٹ کا اندیشہ ہے تو لازم تھا کہ پہلے ان اندیشوں کودفع فرمادیتے پھر تمام علماء اتفاق کرواتے۔

(ثالثاً) ان ذرائع کو محفوظ بنانے کی یہ تجویز کہ جو لوگ شیفوفون، موبائل، نیکس یا ای میل کے ذریعہ چاند ہونے کی خبر دیں انہیں قاضی شریعت یا اس کے سامنے اس کا معتمد فون

کر کے یہ تصدیق حاصل کر لے کہ فون، فیکس، ای میل کے ذریعہ انھوں نے ہی اطلاع دی۔ یہ تمدیر کیونکر کارگر ہو سکتی ہے؟ جو اندیشہ پہلے تھا وہ اب بھی برقرار ہے۔ محض گفتگو کر لینے سے اندیشہ کا ازالہ کیونکر ہو جائے گا؟ بالخصوص اس صورت میں جب کہ گفتگو کا ذریعہ بھی وہی ہے جو خود مشتبہ ہے۔ نیز فیکس، ای میل وغیرہ کی خبروں کو بوجہ کثرت بخرازدہ استفاضہ ماننا صراحتہ اعلیٰ حضرت کے ارشاد کے خلاف ہے۔

اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

”مگر یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ خبر، تاریا خط بدرجہ کثرت پہنچ جائے تو اس پر عمل ہو سکتا ہے اسے استفاضہ میں داخل سمجھنا صریح خطا ہے۔“ (فتاویٰ رضوی جلد ۳، صفحہ ۵۵۸)

(رابعاً) اگر یہ مان بھی لیا جائے کہ ایک گونا اعتماد ہو گیا اور اندیشوں کا ازالہ ہو گیا پھر بھی وہ استفاضہ نہیں ہو سکتا کہ اس کا مدار ایک پر ہے تو استفاضہ شرعیہ تہ ہوا بلکہ خبر واحد وہ بھی غیر متصل۔ رہا بعض لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ ہمیں تو اعتماد ہو گیا۔ اس کا جواب وہ ہے جو اعلیٰ حضرت نے فرمایا ”اور یہ زعم کہ ہم کو تو یقین ہو گیا صحیح نہیں، یقین وہ ہے جو جھٹ شرعیہ سے ناشی ہو۔ اخْ“۔

(خامساً) شہر کے قاضی اور دو تین صالحین کو فون کر کے جو تصدیق حاصل کی جائے گی اس میں بھی وہی احتمال و اندیشہ رہے گا کہ آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے اور مقام، مقام احتیاط ہے کہ جس میں نادر شبہ کا بھی اعتبار ہے۔

پھر فون پر اس امر کی تقدیق کیسے ہو سکے گی کہ اس نے اپنی آنکھوں سے
چاند دیکھا یہ امر باب شہادت سے ہے۔ اس میں محض خبر وہ بھی سیکڑوں پر دوں
کے پیچھے سے کیوں نہ مسموع ہو گی؟۔

تیز بذریعہ نیکس، ای میل قاضی کی اصل تحریر پہنچتا کیسے متصور۔ اس مقام پر
حضور تاج الشریعہ نے جواہ کالات پیش فرمائے ہیں ان کا شافی جواب دیے
بغیر شیفوفی استفاضہ کو روانہ صرف دیانت و تقویٰ کے خلاف ہے بلکہ
اصول افتاؤ رسم المفتی کے بھی خلاف ہے شریعت کا قاعدہ ہے ”درء المفاسد
اولی من جلب المنافع“۔

ایک بہت بڑے شیخ طریقت کو دور کی کوڑی سو بھی، انہوں نے فرمایا:
”بیوت والے شہر میں متعدد افراد کو شیفوف کر کے ہم جو
خبر حاصل کریں وہ خبر مستفیض ہے اس کے برخلاف بیوت
والے شہر سے متعدد افراد ہم کو اگر شیفوف کریں تو وہ
خبر مستفیض نہیں کہ اس میں وہو کہے کہ خبر دینے والے اپنے
ہم مسلک ہیں بھی کہ نہیں، تیز خبر مستفیض کے لیے جتنی تعداد
مطلوب ہے اتنے ہی افراد خبر دے رہے ہیں یا چند لوگ ہیں
جو آواز بدلتے بدل کر کشیر بنے ہوئے ہیں“۔

حضور تاج الشریعہ نے اس مقام پر شیفوفی استفاضہ کی شرعی حیثیت بے
نقاب کرنے کے بعد اس تفہیق پر بھی مضبوط گرفت فرمائی ہے۔
تاج الشریعہ قمطر از ہیں:

”دوسری صورت میں جو احتمال شبہ ہے بعد وہی شبہ پہلی
صورت یعنی جانے پہچانے لوگوں سے معلوم کرنے کی
صورت میں بھی موجود ہے کہ آواز مشاہد آواز ہے تو ایک آواز

دوسری آواز سے متبدل ہو سکتی ہے تو ایک جگہ اس کا اعتبار اور دوسری جگہ اس کو انتظار انداز کرنے کا کیا معنی؟ پھر یہ بھی بتایا جائے کہ جن جانے پہچانے لوگوں سے بذریعہ شیلیفون تصدیق حاصل کی جا رہی ہے ان کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ وہ مدعی تو نہیں ہو سکتے جیسا کہ ظاہر ہے تو کیا شہود ہیں؟ یعنی اپنی روایت پر گواہ، اس لحاظ سے ان کی خبر ضرور مثل شہادت ہے اور ہر شہادت میں شہود کا قاضی کے بیان حاضر ہونا ضروری، تو یہ کس دلیل سے مستثنی تھے؟۔

یا نہ کی ہیں۔ یعنی شاہدان دیگر کی تعديل و تو شیخ کا کام انجام دے رہے ہیں تو اس صورت میں وہ بھی مرتبہ شہود میں ہیں۔ لہذا ان کا جملہ شروط کی طرح قاضی کے بیان حاضر ہونا لازم، یہ کس دلیل سے مستثنی تھے کہ وہیں بیٹھے بیٹھے تعديل کی شہادت دیں۔

ایک مناظر صاحب سے سوال ہوا کہ اعلیٰ حضرت نے جب دربارہ روایت شیلیفون کی خبر کو مسترد فرمادیا تو آپ حضرات کیے معتبر مان رہے ہیں؟ اور متعدد شیلیفون کی خبر کو خبر مستفیض قرار دے رہے ہیں؟ اگر شیلیفون سے خبر مستفیض کے تحقیق کی کوئی صورت رہی ہوتی تو اعلیٰ حضرت استفاضہ کے بیان میں ضرور اس کو ذکر فرماتے اور جہاں شیلیفون کی خبر کو غیر معتبر تھہرا یا وہیں متعدد فونوں کی خبر کو استفاضہ قرار دیتے ہوئے اس کا استثناء ضرور فرماتے۔

انہوں نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ

”اعلیٰ حضرت کے زمانہ کو تو سو سال ہو گئے، آج سے تیس، پینتیس سال پہلے بھی شیلیفون سے خبر کی یہ صورت نہیں تھی جو صورت آج ہے۔“

اس وقت شیلیفون سے بات کرنے کے لیے پہلے مقامی ایکچھی میں کال بک کرانی پڑتی تھی۔ پھر مقامی ایکچھی دوسرے ایکچھی سے رابطہ کرتے تھے اس کے بعد وہ ایکچھی اس شیلیفون سے رابطہ کرنے کے بعد بطرز معمولی فون کرنے والے سے بات کراتے تھے جس میں با اوقات گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اور اب شیلی فون ہو یا موبائل ان سے بات کرنے کے لیے ان واسطوں کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی (الی ان قال) بلکہ دونوں جاتی تحری جی ۳G موبائل ہوتی بات کرنے والے ایک دوسرے کو دیکھ بھی سکتے ہیں۔

مناظر صاحب کو شاید معلوم نہیں کہ جو ستم پہلے تھا وہی اب بھی ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ اس زمانے میں دوسرے ایکچھی سے رابطہ قائم کرنے کے لیے انگلیوں سے بٹن اور ٹکلوں کو ادھر سے ادھر کیا جاتا تھا مگر اب وہ سب کمپیوٹرائز میشنوں کے ذریعہ ہو رہا ہے اس لیے انتظار نہیں کرنا پڑتا۔ پہلے بھی واسطہ تھا بھی واسطہ ہے بھی وجہ ہے کہ کبھی کبھی میشنوں کی گز بڑی کی وجہ سے اس ترقی یافتہ دور میں بھی نام یا نمبر کسی اور کاچھتا ہے اور فون کہیں اور چلا جاتا ہے۔ اور فون کرنے والے کو انگل نمبر کہہ کر معدودت کرنی پڑتی ہے۔ اور اگر تسلیم کر بھی لیا جائے کہ اعلیٰ حضرت کے زمانے میں بہت واسطے تھے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے جب کہ اعلیٰ حضرت کے زمانہ میں بھی کال بک کرانے والا ہی اپنے مطلوب شخص سے پہلے ہم کلام ہوا کرتا تھا اور آج بھی وہی ہم کلام ہوتا ہے سن کر کال بک کرنے والے۔

اور پھر اعلیٰ حضرت نے دربارہ رویت فون کو معتبرہ ماننے کی علت واسطوں

کوئی قرار دیا۔ بلکہ عدم اعتبار کی علت مشابہت آواز ہے۔
اعلیٰ حضرت رقطر از ہیں:

”علماء تصریح فرماتے ہیں کہ آڑ سے جو آواز مسموع ہو اس پر احکام شرعیہ کی
بنائیں ہو سکتی کہ آواز آواز سے مشابہ ہوتی ہے۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۲۷)

ایک دوسری جگہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

”شیلی فون دینے والا اگر سننے والے کے پیش نظر نہ ہو تو
امور شرعیہ میں اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر چہ آواز پہچانی
جائے کہ آواز مشابہ آواز ہوتی ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۲۹)

اسی میں اعلیٰ حضرت ایک جگہ اور ارشاد فرماتے ہیں:

”تا رمکش بے اعتیار، یوں ہی شیلی فون اگر خرد ہندہ پیش
نظر نہ ہو۔“ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۱۶)

یہاں اعلیٰ حضرت خرد ہندہ کے لیے بھی پیش نظر ہونے کی شرط الگار ہے ہیں
جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ خبر میں بھی شہادت کی طرح سامنے ہونا ضروری
ہے، پر دے کے پیچھے سے جو خبر دی جائے گی اس پر احکام شرعیہ کی بنائیں ہو سکتی۔
مناظر صاحب! مذکورہ پالا عبارتوں کو غور سے پڑھیں، ان عبارتوں سے
صاف ظاہر ہے کہ شیلی فون کے غیر معتر ہونے کی علت مشابہت آواز ہے اور یہ
عملت شیلیقوںی استفاضہ میں موجود۔ لہذا یہ بھی غیر معتر۔

اعلیٰ حضرت کے زمانے اور آج کے زمانے کا فرق بے مطلب۔

مناظر صاحب کو ایک شبہ یہ بھی ہے کہ تحریٰ جی 3G موبائل ہو تو ایک
دوسرے کو دیکھا بھی جا سکتا ہے۔ ان کے خیال میں اب پرده شرہا اور پر دے
کے پیچھے سے آواز مسموع نہ ہوتی۔ اس لیے اب معتر ہونا چاہیے۔

حضور ناج الشریعہ نے اس پر اپنی محققانہ کام کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔
 ”3G“ موبائل میں تصویر کشی کے ذریعہ ایک دوسرے کی جعلی تصویر دیکھنا
 ممکن ہے۔ نہ کہ ایک دوسرے کا دو یہ وسا میں ہونا جس طرح آجئیں کے سامنے
 دیکھنے والا ہوتا ہے۔ پھر کیا بر قدر تسلیم اس صورت میں شہود کو حاکم کے یہاں
 حاضری سے مستثنی قرار دیا جائے گا صرف اتنا کافی ہو گا کہ اسکریں پروہ گواہ کا فولو
 دیکھ لے؟۔ اور جب صورت استفاضہ میں یہ خبر رنگ شہادت سے جدا نہیں۔

اس لیے علامہ رحمتی نے اس کی تعریف میں یہ فرمایا کہ

”آن تأثی من تلك البلدۃ جماعات متعددون اخ-

تو اس پر اختلاف زمان و تبدل عہد کی بنا کس کو مسلم ہو سکتی ہے؟۔

”اعلان رویت کے حدود میں توسعہ کی بحث“

شیعیوں نے جہاں متعدد شیعیوں سے حاصل ہونے والی خبر کو خبر مستفیض
 قرار دیا ہے، وہیں اعلان رویت کے حدود میں بھی توسعہ کر دی۔ اور یہ فیصلہ کر لیا
 کہ قاضی کا اعلان اس کے پورے حدود قضا میں معین ہے۔

جب کہ کتب فقہ میں اس بات کی صراحت ہے کہ قاضی کا اعلان شہر اور حوالی
 شہر تک معین ہے۔ دوسرے شہر میں اس کا اعلان بغیر کسی طریق موجب کو اختیار
 کیے معین نہیں۔ اگرچہ دوسرے شہر اس کے حدود قضا میں ہو۔

اس لیے پورے ملک کے قاضی یا چند اضلاع کے قاضی کا اعلان تحقیق
 رویت کے بعد صرف اسی شہر اور نواحی شہر تک محدود رہے گا جہاں اس نے قیصلہ کیا۔
 اعلان رویت کے حدود میں توسعہ سے عالمگیری کا درج ذیل جزئیہ مانع ہے۔

”ذکر في كتاب الاقضية إن كتب الخليفة“

إلى قضاته إذا كان الكتاب في الحكم بشهادة

شاهدین شہدا عنده بمنزلة کتاب القاضی
إلى القاضی لا يقبل إلا بالشرائط التي
ذکرناها أخ. (ماہری جلد ۳ صفحہ ۵۹۱ مکتبہ کریمی دہلی)

یعنی خلیفہ نے اپنے قاضیوں کو خط لکھا۔ تو اگر یہ خط کسی ایسے فیصلے سے متعلق
ہے جو دو گواہوں کی گواہی کی بنیاد پر اس نے کیا۔ تو وہ خط کتاب القاضی ای
القاضی کے درجہ میں ہوگا۔ اور شرائط کتاب القاضی کے بغیر قبول نہیں کیا جائے گا۔
مذکورہ یا لا جزئیہ سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفۃ‌الاسلامین جو پورے ملک کا
حاکم و قاضی ہوا کرتا ہے اس کا خط دوسرے شہروں میں اپنے قضاۃ کو اگر دربارہ
حکم ہو تو اس کی حیثیت کتاب القاضی ای القاضی کی ہوگی اور شرائط کتاب القاضی
کے بغیر اس کا خط مقبول نہ ہوگا۔ اور یہ بھی ظاہر ہوا کہ عبد قدم مس سلطین اسلام
میں یہ دستور رہا کہ ان کا حکم نامدد و سرے شہر کے قاضیوں کو شرائط کتاب القاضی
کی رعایت کے ساتھ جاتا تھا۔ چاہے وہ خط اعلان حکم متعلق ہو یا تعزیز حکم سے۔
جزئیہ مذکورہ سے کسی طرح یہ ثابت نہیں کہ اگر حکم پہلے سے ثابت ہو تو
دوسرے قاضی کے پاس اعلان حکم سمجھنے کے لیے شرائط کتاب القاضی کا لحاظ
ضروری نہیں بلکہ اس جزئیہ سے جو ظاہر ہے وہ یہ ہے کہ "کتاب فی الحکم" کا
مفہوم تعزیز و اعلان دونوں کو شامل ہے کہ حکم دونوں میں ہے، لہذا جزئیہ مذکورہ
میں مذکور قید "بشهادة شاهدین شہدا عنده" کتاب فی الحکم کے مفہوم
عام سے متعلق ہوگا۔ اس کا لازمی معنی یہ ہے کہ شرائط کتاب القاضی کا لحاظ دونوں
صورتوں میں ہوگا چاہے خلیفہ اپنا خط اعلان حکم کے لیے صحیح یا تسفیہ حکم کے لیے۔
اعلان حکم کی صورت کو شرائط کتاب القاضی سے منشعبی قرار دینا "توجیہ"
القول بحال یہ ضریبہ القائل کے قبیل سے ہے۔ اس لیے قاضی القضاۃ کا
اعلان دوسرے شہروں میں بغیر کسی طریق موجب کو اختیار کیے ہوئے معین نہیں ہو سکتا۔

حضور تاج الشریعہ نے اس مقام پر جو فقیہانہ کلام فرمایا ہے وہ آپ کی وقت نظر، وسعت مطالعہ، استحضار علمی اور غیر عمومی ذہانت و ذکاؤت پر روشن دلیل ہے۔ بعض محققین نے نصرف یہ کہ عالمگیری کے جزئیہ مذکورہ کے مفہوم کو توڑ مردہ کر رکھ دیا۔ بلکہ اعلان رویت کے حدود میں توسعہ کے لیے شافعیہ اور مالکیہ کے قول کا بھی سہارا لینے سے گریزناہ کیا۔ ان کی پیش کردہ دلیل درج ذیل ہے۔

متحہ الحالق میں ہے:

لَمْ يَذْكُرُوا عِنْهُمَا الْعَمَلَ بِالإِمَارَةِ
الظَّاهِرَةُ الدَّالَّةُ عَلَى ثَبَوتِ الشَّهْرِ كَهْرَبِ
الْمَدَافِعِ فِي زَمَانِنَا وَالظَّاهِرُ وَجُوبُ الْعَمَلِ يَهَا
عَلَى مَنْ سَمِعَهَا مِنْ كَانَ غَايِبًا عَنِ الْمَصْرِ كَاهْلِ
الْقَرَى وَنَحْوُهَا كَمَا يَجِبُ الْعَمَلُ يَهَا عَلَى أَهْلِ
الْمَصْرِ الَّذِينَ لَمْ يَرُوا الْحَاكِمَ قَبْلَ شَهَادَةِ
الشَّهُودِ وَقَدْ ذُكِرَ هَذَا الْقَرْعُ الشَّافِعِيَّةُ فَصَرَحَ
ابن حجر فِي التَّحْفَةِ أَنَّهُ يَثْبِتُ بِالإِمَارَاتِ
الظَّاهِرَةُ الدَّالَّةُ الَّتِي لَا تَتَخَلَّفُ عَادَةً كَروِيَّةُ
الْقَنَادِيلِ الْمَعْلَقَةُ بِالْمَنَابِرِ . قَالَ: وَمُخَالَفَةُ جَمْعِ
فِي ذَالِكَ غَيْرُ صَحِيحَةٌ .

(فتاویٰ رضویہ جلد ۳۔ رسالہ طرق اثبات مال)

فتح الباری کتاب الصوم میں ہے:

قَالَ ابْنُ الْمَاجِشُونَ لَا يَلْزَمُهُمْ بِالشَّهَادَةِ إِلَّا
لَاهُلِ الْبَلْدِ الَّذِي تَثْبِتُ فِيهِ الشَّهَادَةُ إِلَّا أَنْ
يَثْبِتَ عَنِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ فَيَلْزَمُ النَّاسَ

کلهم لأن البلاط في حقه كالمبلد الواحد إذ
حكمة نافذ في الجميع اهـ

(فتح الباری جلد ۲، صفحہ ۱۵۵ کتاب الصوم)

حضور تاج الشریعہ نے ان دونوں عبارتوں اور توب پر قیاس کا جواب نہایت اصولی انداز میں دیا ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت نے توب کی آواز کو بعد تحقیق رویت، شہر و حوالی شہر کے لیے اعلان کاٹی مانا ہے، غیر محدود علاقے کے لیے نہیں۔

لہذا موبائل کی خبر دوسرے شہر کے لیے جدت شرعی نہیں ہو سکتی، بصورت دیگر معتبر مانے والوں پر لازم ہے کہ اعلیٰ حضرت کے کلمات سے یہ دکھائیں کہ توب کا اعلان حوالی شہر کے علاوہ جہاں آواز توب نہ پہنچے وہاں بھی معتبر ہے۔

حضور تاج الشریعہ نے توب وغیرہ امارات ظاہرہ پر قیاس کا جواب دینے کے بعد منقولہ دونوں عبارتوں کے بارے میں فرمایا کہ فتح الباری، تحقیق الحجاج وغیرہ کتب شافعیہ اپنے مذهب کی کتاب نہیں۔
اور ابن ماجشون مالکی کے اس قول۔

إِلَّا أَن يُثْبَتْ عِنْدَ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ فِي لِزَمْ

الْعَالَمِ كَلْهُمْ لَأَنَّ الْبَلَادَ فِي حَقِّهِ كَالْمُبْلَدِ الْوَاحِدِ

میں وجہ الزام مفسرہ ہوئی کہ کس طریقے سے وہ سب کو لازم کرے گا؟ برآہ راست؟۔ اگر برآہ راست۔ تو کس ذریعہ سے؟۔ اور وہ ذریعہ مبداءستی یعنی اس کے قبضے میں ہوگا اور اس پورے سلسلے میں اسے اپنے قبضے میں رکھنے کا وہ کیا بندو بست کرے گا؟۔ اگر بطریقہ ثواب و ولاء و امراء، تو کون ہی شر و ط ملحوظ ہوگی؟۔
بلاشبہ حضور تاج الشریعہ مدظلہ العالی کی یہ تحقیقی کتاب اپنے موضوع پر لا جواب کتاب ہے۔ جس میں دلائل و برائین کی روشنی میں محققانہ کلام کرنے کے

ساتھ ساتھ حضور تاج الشریعہ نے مخالفین کے شہادت کا ازالہ کی فرمایا ہے۔ تک اس کتاب میں مدرج تمام احکام اور استفاضہ سے متعلق حضور تاج الشریعہ کے موقف کی تائید و تصدیق کرتا ہوں۔ اور ساتھ ہی ساتھ ان تمام علماء و مفتیان کرام کا دل کی گہرائی سے شکریہ ادا کر اتا ہوں جنہوں نے تاج الشریعہ کی موقف کی بھر پور تائید و جماعت کی، ان سارے علماء کا نام ذکر کرنا اس پتلی کتاب میں ممکن نہ تھا اس لیے ان علماء و مفتیان کرام میں سے چند کے اسماء گرامی اس کتاب میں شائع کئے گئے ہیں۔ اللہ رب العزت انہیں جزاۓ خیر عطاۓ فرمائے۔

بڑی ناشکری ہو گئی اگر میں حضور محمدؐ کیر مدظلہ العالی کا شکریہ ادا نہ کروں جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب و تہذیب میں اپنے ثقیتی مشوروں سے سرفراز فرمایا، اور میری گزارش پر قلم برداشتہ ایک تدقیحی مضمون لکھ کر کتاب کی افادیت میں اضافہ فرمایا تیز حضرت مولانا عاشق حسین کشمیری جامعۃ الرضا بریلی شریف کا بھی میں منون ہوں کہ ان کی سعادت متمنی و خدمت گزاری کے سبب حضور تاج الشریعہ کے علمی و تحقیقی کاموں میں مزید تیزی آئی اور جن کی بدولت سفر و حضر ہر جگہ حضور تاج الشریعہ کی تصنیف و تالیف کا سلسلہ جاری و ساری ہے، اللہ رب العزت ان تمام حضرات کو دارین کی سعادتوں سے مالا مال فرمائے، یا تخصص حضور تاج الشریعہ کو صحت کے ساتھ لبی عمر عطا فرمائے اور اس کتاب کو درجہ قبول عطا فرمائے کہ عام مسلمانوں کے لیے ذریعہ ہدایت و تجات بتائے۔

آمین بجاه حبیب سید المرسلین

شمشاڈ احمد مصباحی

۲۵ نومبر ۲۰۱۳ء، جامعہ احمدیہ رضوی گھوٹی ضلع مسیوی پی

تقریظ جلیل و شقح منیر

متاز الفقهاء سلطان الاساتذہ، محدث کبیر، حضرت علام مشقی ضیاء المصطفیٰ قادری مدظلہ العالی، مہتمم جامعہ امجد ی رضوی وکلیۃ البنات الامجد ی کھوی متوج پی

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمدہ و نصلی علی حبیبہ الکریم

استفاضہ شرعیہ سے متعلق وارث علوم اعلیٰ حضرت، تاج الشریعہ، علام مشقی محمد اختر رضا خاں صاحب مدظلہ العالی، قاضی القضاۃ فی الہند کا ایک رسالہ "جدید ذرائع ایلان" سے رویت ہال کے ثبوت کی شرعی حیثیت، اس وقت میرے پیش نظر ہے، رسالہ کا پورا مضمون تحقیق اینیق سے لبریز ہے، مجھے اس پر کچھ بیش لفظ لکھن کی جرأت نہیں، لیکن چونکہ آپ کے علمی طرز بیان اور فقہی اصطلاحات کی وجہ سے طبعی ادراک رکھنے والوں کے لیے مضمون کی گہرائی تک پہنچنے میں زحمتیں ہیں، اس لیے کچھ تو شجی کلمات پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہوں۔

خفی کے نزدیک خبر مستفیض، خبر متواتر کا مترادف ہے، اس لیے کلام فقہا میں اگر کہیں استفاضہ خبر کا ذکر ملتا ہے تو وہ تو اتر خبر کے معنی میں ہے جیسا کہ درج ذیل عبارتوں کے توازن سے ظاہر ہے۔ بحر الرائق میں ہے: **قال الامام الحلوانی من مذهب أصحابنا أن الخبر إذا استفاض من بلدة اخرى و تحقق يلزمه حكم تلك البلدة**۔ (ج ۲ ص ۱۷۴)

اور تاتار خانیہ میں ہے: **وعن محمد لا يعتبر حتى يتواتر الخبر من**

كل جانب هكذا روى عن أبي يوسف۔ (ج ۱ ص ۱۹۶)

ہمارے اس دعویٰ پر علامہ شاہی کی درج ذیل عبارت روشن دلیل ہے:

اعلم أن المراد بالاستفاضة تواتر الخبر من الواردین من بلدة

الشیوٰت إلی الْبَلْدَةِ الَّتِی لَمْ يَشْبِهْ بِهَا لَا مُحَرِّدٌ لِلِّا سْتَفَاضَةٍ ..
 (میقات حادیۃ الحمراء نقج ۲۷۰ ص ۲۷۰)

ان عبارتوں کے بعد علامہ رحمتی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی درج ذیل عبارت
 "محبی الاستفاضة اُن تاقی من تلك الْبَلْدَةِ جماعات متعددون" الخ
 میں استفاضہ بمعنی تو اتر خبر تعمین ہے۔ یعنی محض شہرت خبر یا محمد شین کے اصول پر خبر
 مستفیض ہونا کافی نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ خبر دینے والے اتنے افراد پر مشتمل ہوں
 کہ جن کی خبر پر یقین شرعی حاصل ہو جائے، اور مخبرین کی کثرت تعداد کے سبب ان
 کا کذب پر متفق ہونا عادۃ محال ہو جائے۔

الْهَذَا اسْتَفَاضَةٌ خَبَرٌ كَ لِيَ مِنْ أَمْبَالٍ أَوْ شَلِيفَوْنَ سَعَى بِهِ زَكَرٌ مُعْبَرٌ نَّبِيُّنَ، أَعْلَى
 حَفْرَتْ فَرَمَّا تَبَّیْنَ: شَرِيعَتْ مُطْهَرٌ هَنَّ دَرِبَارَةً بَلَالٌ دَوْسَرَ شَهِرٌ كَلِّيَ خَبَرٌ كَوْشَادَتْ
 كَافِيَ يَا تَوَاتِرَ شَرِيعَیْ پَرْ بَنَافِرَمَا يَا اُورَانَ مِنْ بَھِیَ كَافِيَ وَشَرِيعَیْ ہُونَےَ كَ لِيَ بَهْتَ قَوْدَوْ
 شَرِالْكَلَّا نَبِیُّنَ، جَنَّ کَ بَغْیَرَ هَرَگَزَ گَواهِیَ وَشَہِرَتْ بَکَارَآمَنِیُّنَ۔

(فتاویٰ رضویہ نقج ۳ ص ۵۲۳)

اس کے علاوہ استفاضہ خبر میں مخبرین کا قاضی کے رویہ خبر دینا بھی ضروری
 ہے، جیسا کہ علامہ رحمتی کی تعبیر اُن تاقی من تلك الْبَلْدَةِ اور علامہ شامی کی
 عبارت "من الواردین من بلدۃ الشیوٰت" سے ظاہر ہے۔ اور بھی اعلیٰ
 حضرت کی درج ذیل عبارت کا صریح مقاڑہ ہے، اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں: "وَمَنْ يَرِي
 كَهْنَا هَرَگَزَ حَجَجَ نَبِیُّنَ كَخَبَرٌ، تَارِيَخَنَطَ بَدْرَجَهَ كَثْرَتْ چَنْجَنَ جَاءَ تَوَسَّ پَرْ عَلَمَ ہُوَ سَكَنَاهَ ہے
 ، اَسَّ اسْتَفَاضَةَ مِنْ دَاخِلَ سَجَنَنَا صَرِیحَ غَلَطَ، اسْتَفَاضَتْ كَمْعَنِی جَوَ عَلَانَےَ بِیَانَ
 فَرَمَّاَتْ وَهَ تَتَّهَ كَ طَرِیقَ چَنْجَمَ مِنْ مَذَکُورَهُوَهَ (متعدد جماعتوں کا آتا اور یک زبان
 بیان کرنا چاہیے) [فتاویٰ رضویہ جلد ۳ ص ۵۵۸]

یہ بھی ضروری ہے کہ خبر دینے والے امر محقق کی خبر دیں تاکہ افواہ اور استفاضۃ

شرعیہ میں امتیاز حاصل ہو جائے جیسا کہ علامہ شامی نے فرمایا: لا مجرد الشیوع من غیر علم یعنی اشاعه۔ اخ اور یہ بات مسلمات سے ہے کہ کوئی بھی خبر بے اتصال سند پر یہ تحقیق کو نہیں پہنچ سکتی۔

علاوه ازیں ایک شرط یہ بھی ہے جس کو اعلیٰ حضرت نے یا اس الفاظ ذکر فرمایا: استفاضہ یعنی جس اسلامی شہر میں حاکم شرع قاضی اسلام ہو کہ احکام ہلال اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور خود عالم اور ان احکام میں علم پر عامل و قائم یا کسی عالم دین تحقیق و معتمد پر اعتماد کا ملتزم و ملازم ہے، یا یہاں قاضی شرع نہیں تو منفی اسلام، مرجع عوام و تبع الاحکام ہو کہ احکام روزہ و عیدیں اسی کے فتویٰ سے نفاذ پاتے ہیں، عوام کا لآنعام بطور خود عید و رمضان نہیں تخبر ایتے وہاں سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دان بریتاً رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۵۵۲)

علامہ رحمتی کی عبارت میں متعدد جماعتیں کے آنے کی قید کو اتفاقی قرار دینا غلط ہے، بلکہ یہ قید لازمی و احترازی ہے، جن لوگوں نے جدید وسائل تخبر مشائیل میلیتیوں، مبائل، فیکس، انٹرنیٹ وغیرہ کی خبر کو استفاضہ میں داخل کرنے کی کوشش کی ہے وہ صحیح نہیں، کیونکہ وسائل کی خبر میں تخبر کا قاضی یا منفی کے رو برو ہونا شرط ہے۔

اس لیے ہمارے مشائیل نے پردے کے پیچھے سے سنی ہوئی خبروں کو ثبوت شرعی کے طور پر قبول نہیں کیا بلکہ یہ فرمایا ”ٹیلیفون کہ اس میں شاہد و مشہود نہیں ہوتا صرف آواز سنائی دیتی ہے، علامہ تصریح فرماتے ہیں کہ آڑ سے جو آواز مسموع ہو اس پر احکام شرعیہ کی بنائیں ہو سکتی“۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۳۷، ص ۵۲)

خط کشیدہ عبارت سے ثابت ہوا کہ آڑ سے سنی ہوئی آواز پر استفاضہ شرعیہ کی بنائیں ہو سکتی۔

اور عدم اعتبار کی علت میں فرمایا: النغمۃ تشبه النغمۃ۔

تحری بی۔ G-3 اور اشہر نیشن پر تصویر کارو برو ہوتا آدمی کے صاف ہونے جیسے نہیں، کیونکہ سی عوام کے مشاہدے میں بھی ہے کہ بہت سی تصویروں میں ہونٹ کسی اور کے لئے ہیں اور آواز کسی اور کی ہوتی ہے تو مبائل کی خبر کے مشتبہ ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے، زیادہ سے زیادہ آواز پہچاننے کی صورت میں ظن عرفی حاصل ہو سکتا ہے نہ کہ ظن شرعی جیسا کہ اعلیٰ حضرت کی مذکورہ بالاصراحت سے ظاہر ہے۔

اور اگر مان بھی لیا جائے کہ G-3 موبائل میں اسی کی تصویر اور اسی کی آواز ہے تو کہاں ہر شخص کے پاس G-3 موبائل ہے؟ اور کب یوزن نے G-3 موبائل کو شیلیفونی استفادہ میں لازم قرار دیا؟ وہ تو کسی بھی شیلیفون اور موبائل سے حاصل ہونے والی متعدد خبر کو، خبر مستفیض مان رہے ہیں، تو ازالہ شبہات کے بیان میں G-3 موبائل کا ذکر بے فائدہ۔ اور احتیاطی تدبیر میں مخصوص نمبروں کا ذکر بھی لا حاصل کہ ایک دوسرے کا موبائل استعمال کرنے کا عام رواج ہے۔

علاوہ جمعی کی عبارت میں جماعت متحدوں کا مصدقاق چار، چھ، نو شیلیفون کو کیسے قرار دیا جا سکتا ہے، کیا آپ شیلیفون میں یہ معین کر سکتے ہیں کہ خبر دینے والی ہر ایک جماعت، کتنے افراد پر مشتمل تھی۔

نو شیلیفون دراصل چند شیلیفون کا مجموعہ اور ان کی آوازیں ہیں، نہ کہ مجرمین کی چند جماعتوں جن کا مشاہدہ ہو سکے۔

آپ اگر اپنے طور پر احتیاطی ذرائع مقرر کر لیں تو ان ذرائع میں بھی بھی شبہ ہے کہ وہ کس کی آواز ہے جس نے آپ کو اطمینان دلایا، بہر حال ان ذرائع کو بردئے کار لانے میں شرعی شبہات اپنی جگہ پر قائم ہیں۔

اور جماعت کے افراد کی تعین کا حق کسی قاضی یا مفتی کو نہیں بلکہ واردین کے وہ تمام افراد جو ایک ساتھ آئے وہ سب ملک ایک جماعت قرار دیئے جائیں گے اور یہ

صورت شیلیفون، مبائل کے ذریعہ متعدد ہے، اس لیے شیلیفون، مبائل وغیرہ کی کثر خبریں بھی طریق موجب بننے کی صلاحیت سے عاری ہیں۔

اعلیٰ حضرت نے شیلیفون کی خبر کو جدت شرعی ہونے سے اس بنا پر انکار نہیں کیا ہے کہ اس میں کئی "اکسچینج" کے داٹوں کے بعد لٹکاؤ ہوتی ہے اور آواز نہیں پہچانی جاتی بلکہ اعلیٰ حضرت نے شیلیفون کے غیر محترم ہونے کے متعلق یہ ارشاد فرمایا "یونی شیلیفون کہ اس میں شاپد و مشہود نہیں ہوتا صرف آواز سنائی دیتی ہے۔

اعلیٰ حضرت کی یہ عبارت بذریعہ شیلیفون چاند کی خبر معتبر ہونے کے بارے میں کئے گئے ایک سوال کے جواب میں ہے اس لیے اس کو شہادت کے ساتھ خاص کرتادیات کے خلاف ہے۔

الحاصل اس زمانے میں جب کہ فساد و فتنہ عام ہو چکا ہے خصوصاً رویت پلال کے سلسلے میں عوام بے الگام ہوتے جا رہے ہیں اور وہابیہ عوام کو اپنے فیور میں لینے اور گراہ کرنے کے لیے غیر شرعی قیملہ کرنے سے نہیں چوکتے، استفاضہ وغیرہ کی تعریف میں تحریف سے بچتا اور زیادہ تاگزیر ہو گیا ہے۔

اس بنا پر مشائخ متازین نے فرمایا "الفتویٰ الیوم علی عدم جواز القضاء مطلقاً لفساد قضاء الزمان" (جموی علم الائمه جلد اس ۳۸۶)

علامہ شامی فرماتے ہیں: قوله: (إِلَّا إِنَّ الْمُعْتَدِلَ عَدْمَ حُكْمِهِ فِي زَمَانَتِهِ) ای عند المتأخرین لفساد قضاء الزمان.

اعلان رویت کے حدود

قاضی خواہ ایک شہر کا ہو یا پورے ملک کا، اس کا اعلان اسی شہر اور حوالی میں محبت ہے جیاں اس نے قیملہ صادر کیا۔

امیر المؤمنین، خلیفۃ الرسلین، سلطان اسلام، قاضی القضاۃ، یا پورے ملک کا قاضی، یہ سب عہدے آج کی ایجاد نہیں ہیں بلکہ زمانہ قدیم سے یہ عہدے رائج

لیں، اس کے باوجود فقہائے عظام نے قاضی کے اعلان کو شہر اور حوالی شہر تک ہی کیوں محدود رکھا؟ اور یہ کیوں نہ فرمایا کہ سلطان اسلام اور پورے ملک کے قاضی کا اعلان پورے ملک میں نافذ و واجب العمل ہو گا۔

اس تفصیل سے فقہائے کرام کا گریز محل بیان میں سکوت ہے جو بیان حکم عدم کے درجہ میں ہے، ایک قاضی کا مکتوب دوسرے قاضی کے نام اسی وقت واجب العمل ہے جبکہ شرائط کتاب القاضی سے مفرّج ہو۔

فتاویٰ برازیہ میں ہے:

بلدة فيها قاضيان حضراً حدّهـما مجلس الآخر وآخـير
بـحادـثـة لا يجوز لهـ انـ يعـملـ بـخـبرـهـ وـحدـهـ وـلوـ كـتبـ إـلـيـهـ
يشـرـطـهـ لـهـ العـملـ يـهـ۔ (بـراـزـيـهـ، بـرـحـاشـيـهـ سـلـكـيـرـيـهـ مـ ١٨٣ جـ ٥)
تین حصائق میں ہے: ذکر الکرخی فی اختلاف الفقہاء، ان
کتاب القاضی الی القاضی مقبول و ان کا نافذ مصرو واحد
جس شہر میں دو قاضی ہوں ان میں سے ایک قاضی دوسرے کے اجلاس میں
حاضر ہو کر کسی قضیہ کی خبر دے تو اس دوسرے قاضی کو اس خبر پر عمل جائز نہیں اور اگر
شرائط کے مطابق کتاب القاضی بصیغہ تو دوسرے قاضی اس پر عمل کرے۔

امام کرخی نے اختلاف الفقہاء میں ذکر فرمایا ہے کہ کتاب القاضی الی القاضی
مقبول ہے اگرچہ دونوں قاضی ایک ہی شہر میں ہوں۔

اسی عبارت پر ساختہ شلبیہ میں ہے:

وَفِي الْخَصَافِ وَرَوْيِ عَنْ مُحَمَّدِ أَنَّهُ قَالَ: فِي مَصْرِ فِيهِ قَاضِيَانَ
فِي كُلِّ جَانِبٍ قَاضِيَ كِتَابٍ أَحَدُهُمَا إِلَى الْآخِرِ يَقْبِلُ كِتَابَهُ
وَلَوْ أَقِنَّ أَحَدُهُمَا صَاحِبَهُ وَأَخْبَرَهُ بِالْحَادِثَةِ بِنَفْسِهِ لَمْ يَقْبِلْ
قُولَهُ لَآنَ فِي الْوِجْهِ الْأَوَّلِ كَأَنَّ الْأَوَّلَ خَاطِبَهُ مِنْ مَوْضِعٍ

القضاء وفي الشافعى خطابه في غير محل القضاء.

خاص میں ہے امام نبھ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا: جس شہر میں دو قاضی ایک جانب میں ہیں تو ان میں سے ایک قاضی دوسرے کو کتاب القاضی بھیجی تو مقبول ہے، اگر ان میں سے ایک آکر دوسرے قاضی کو کسی حادثے کی خود خبر دے تو اس کا قول نامقبول ہے کہ پہلی صورت میں کویا اس نے دوسرے قاضی کو اپنے موضع قضاۓ مخاطب کیا ہے اور دوسری صورت میں اس نے اپنے محل قضاۓ باہر سے خطاب کیا ہے۔

(بیزاری کی ایک دوسری عبارت یوں ہے:

و عن الامام الشافعى قضاة امير المؤمنين إذا خر جوا
مع أمير المؤمنين لهم أن يحكموا في أي بلدة نزل فيها
ال الخليفة لا نهم ليسوا قضاة أرض إقامة هم قضاة
ال الخليفة وإن خرجوا بدون الخليفة ليس لهم القضاة
(بیزاری بر حاشیہ غالیگری ج ۵ ص ۱۳۹)

امام ابو یوسف سے روایت ہے کہ امیر المؤمنین کے قاضی اگر امیر المؤمنین کے ساتھ سفر کریں تو جس شہر میں امیر المؤمنین ٹھہرے وہاں یہ قضاۃ قیصلہ کر سکتے ہیں کیونکہ وہ کسی خاص جگہ کے قاضی نہیں یاکہ وہ خلیفہ کے قاضی ہیں اور اگر بغیر خلیفہ کے سفر پر ہوں تو امور قضاۓ انجام نہیں دے سکتے۔

یعنی خلیفہ اگرچہ پورے ملک کا قاضی ہے لیکن وہ جہاں جہاں رہے بالفعل وہیں فصل مقدمات کر سکتا ہے، دوسری جگہ کے لیے مسئلہ قضاۓ میں وہ اچھی ہے۔ اسی لیے اس کا مخصوص قاضی خلیفہ کے جائے نزول پر ہی حق قضاۓ رکھتا ہے۔

مذکورہ بالا فتحی شہادات سے ثابت ہوا کہ سلطان اسلام یا پورے ملک کا قاضی اپنے پورے حدود قضاۓ کے مختلف شہروں میں صرف کتاب القاضی کے ذریعہ

اپنا فیصلہ نافذ کر سکتا ہے، ہم نے اپنے موقف کی تائید میں ایک مختصر فہرست پیش کر دی، جو لوگ قاضی القضاۃ کا اعلان پورے ملک کے لیے کافی قرار دیتے ہیں وہ فقط حقیقی سے ایک جز سی بھی اپنے دعویٰ کے ثبوت میں نہ لاسکے۔

اعلیٰ حضرت جو پورے غیر مقسم ہندوستان کے قاضی القضاۃ کے منصب پر فائز تھے، ان کے پاس بلند شہر سے یہ سوال آیا کہ ”ایک مختصر سا پر چھ جس پر جناب کی مہربانی ہوئی ہے اور ایک سطح میں یہ عبارت مرقوم ہے (میرے سامنے شہادتیں گزار کیں، کل جمعہ کو عید ہے) خاکسار کو موصول ہوا، جس جگہ یہ پر چھ پہنچے وہاں کے لوگوں کو جمعہ کو عید کرتا لازم تھی یا نہیں؟“

اور اس کی عام تشبیہ و دیگر بلاد میں اشتافت سے کیا مفاد تھا؟“ اعلیٰ حضرت نے جواب لکھا: ”وہ پر چھ دیگر بلاد میں نہ بھیج گئے، تقسیم کرنے والوں نے اشیش پر بھی دیئے، ان میں سے کوئی لے گیا ہو گا، بعض لوگوں نے پہلی بھیت کے واسطے چاہا، ان کو جواب دیدیا گیا کہ جب تک دو شاہد عادل یا کردار جائیں پر چھ کافی نہ ہو گا، اور بلاد بعیدہ کو کیوں کفر بھیجے جاتے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۳ ص ۵۳۲)

اب یہ کہتا کہ پہلی بھیت پر یہی سے کافی فاصلہ پر واقع ہے وہاں کے لوگ کیونکر تحقیق کر سکتے تھے، کوئی فنکار اپنی مہارت سے ایسا ہی پر چھ تقسیم کر اسکتا تھا۔ واضح رہے کہ اعلیٰ حضرت نے اپنی اس عبارت میں پہلی بھیت کے مقابلے میں بلند شہر وغیرہ کو بلاد بعیدہ سے تعبیر کیا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ پہلی بھیت قریب تھا، صرف انچاں کلومیٹر کی دوری ہے، یا سانی تحقیق کی جاسکتی تھی، اس لیے تو پسح اعلیٰ حضرت کی صراحت کے برخلاف ہے۔

ستم یہ کہ اعلیٰ حضرت کے زمانے میں جعل و تزویر کی تحقیق متعدد تھی مگر اب جب کہ آوارگی فکر و عمل کے فتنے شباب پر ہیں، ای، میل اور فیکس پروازیں کے فنکار، اریوں کا اوار انیار اگرتے ہیں تو کیا اس دور میں جعل سازی کی تحقیق آسان ہو

سمیٰ ہے اور اسی، میل اور فیکس کا کتاب القاضی سے الحاق ضروری ہو گیا ہے؟

حضرور تاج الشریعہ نظرال العالی کے رسالہ "جدید ذراائع ابانغ" سے روایت ہال کے ثبوت کی شرعی حیثیت" سے متعلق تمام علمائے الجمیعت و مفکرین اور عامة الجمیعت سے میری گزارش ہے کہ بغور، بار بار پڑھیں اور اپنے روزوں و عیدوں کو فساد و ابطال سے بچانے کے لیے رسالہ کے مشتملات و احکام پر پابندی سے عمل کریں اور کرائیں۔

حضرور تاج الشریعہ کا وجود اس زمانے میں ہم سب کے لیے اللہ کی ایک عظیم نعمت ہے ان کی صحت ولیٰ عمر کے لیے دعا بھی کرتے رہیں۔

فقط: فقیر ضیاء المصطفیٰ قادری

۱۴۳۵ھ / ۲۸ محرم الحرام

مطابق ۳ نومبر ۲۰۱۳ء

بسم الله الرحمن الرحيم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اما بعد !

ثبت رویت پالاں کے طرق موجہ میں سے ایک طریقہ "استفاضہ" بھی فقہائے کرام نے ذکر فرمایا ہے اور اس کے معنی کی تعریف تعمین بھی فرمادی ہے، جس کی تفصیل مجدد دین و ملت آقا نعمت، سیدنا اعلیٰ حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا قادری بریلوی رضی اللہ عنہ نے اپنے متعدد فتاویٰ میں فرمائی ہے۔

آج بعض تجدید پسند حضرات، فقہائے کرام کے تعمین کروہ استفاضہ کے معنی و مفہوم میں تبدیلی اور بے جاتا دل کے درپے ہیں جو ہرگز قابل التفات نہیں، ایسے حالات میں حقیقت حال اجاگر کرنے اور امت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کے لیے جائشیں علوم امام احمد رضا، تاج الشریعہ، قاضی القضاۃ فی الہند، علامہ الشاہ مفتی محمد اختر رضا قادری از ہری دامت برکاتہم العالیہ نے وہ فقہی و علمی جواہر پارے بکھیرے اور نصوص فقہائے مزین مقالہ پر قلم فرمایا کہ ہر انصاف پسند بلا چوں و چہراً تسلیم کرتا نظر آئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

امید کہ اہل علم و فہم و فراست حضورتاج الشریعہ دامت برکاتہم العالیہ کی تحقیقات ایقہ کو محبت و انصاف کی نگاہ سے دیکھیں گے۔



فقط: محتاج دعا و گدائے باب رضا

شبیر حسن رضوی

خادم: الجامعۃ الاسلامیہ روتانی فیض آباد

جدید ذرائع ابلاغ سے روایت ہال کے ثبوت کی شرعی حیثیت

اچھتے ہوئے جدید مسائل میں دوبارہ روایت ہال، شیلیفون، فیکس، ای میل کے معہر ہونے کا مسئلہ سرفہرست ہے۔

اس موضوع پر ملک کے مختلف شہروں میں کئی سینماں ہوئے، درجنوں اخبار و رسائل میں اس پر مضامین شائع ہوئے۔ بعض سینمازوں میں فتحہ کے کرام کی تصریحات کو بالائے طاق رکھ کر یہ فیصلہ بھی کر دیا گیا کہ اگر چند موبائل کے ذریعہ روایت ہال کی خبر موصول ہو جائے تو یہ خبر مستفیض ہے۔ کچھ سالوں پہلے شرعی کوسل آف انڈیا بریلی شریف میں بھی یہ موضوع زیر بحث آیا جس میں بعض مبالغہ نگار مخفیوں نے اس پر بڑا زور صرف کیا کہ چند موبائل، شیلیفون سے حاصل ہونے والی خبر کو خبر مستفیض مان لیا جائے اور اس پر بھی کہ قاضی کا اعلان اس کے پورے حدود قشاء میں معین ہونا چاہئے ابھی ۱۹ ستمبر ۲۰۱۳ء کو روایت ہال سے متعلق اجیسیر شریف میں بھی ایک سینما رہوا جس میں مذکورہ یا لافیصلہ کا اعادہ کیا گیا۔ بعض احباب نے بار بار مجھ سے اس خواہش کا اظہار کیا کہ ان مقالات، مضامین، تحریروں اور فیصلوں کے مفہوم میں بھی کچھ لکھ دوں تاکہ عوام مسلمین پر صحیح حکم شرعی و فقہی نقطہ نظر واضح ہو جائے۔ مجده تعالیٰ گونا گون مصروفیات و علات کے باوجود چند صفحات ارقام کروائے جس میں اصل موضوع پر تحقیق مباحثت کے ساتھ ساتھ ازالۃ شہبات کا بھی التزام کیا ہے، مولی تعالیٰ اسے مسلمانوں کی ہدایت کا ذریعہ بنائے اور صحیح حکم شرعی پر عمل کی تو فیق بخشنے۔ آمین۔

روایت ہال سے متعلق اجیسیر شریف میں ہونے والے سینما کے کچھ مقالات ملاحظہ ہوئے سرفہرست ایک مکتب پر ٹھوکرنا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی جگہ سے اگر

چند موبائل کے ذریعہ رویت ہال کی خبر پہنچ تو خبر مستفیض ہے جس پر عمل ضروری ہے اور یہ کہ یہ شہادت کے قبیل سے نہیں بلکہ خبر ہے لہذا خبر کا حاضر ہونا ضروری نہیں، بخرا اگر دوسرے ہوا اور اس کی خبر کسی آلہ کے ذریعہ سی جائے تو بھی یہ خبر ہے اور اگر خبر چند ہوں مثلاً چار، پھر، تو، بارہ تو خبر مستفیض ہے، یہ خط کے تمہیدی کلمات اور آخر جملوں کا مفاد ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ آیا شیلیفون وغیرہ کا استیار در بارہ رویت ہال ہے یا نہیں؟ اور اگر متعدد شیلیفون کسی شہر سے آجائیں کہ فلاں جگہ رویت ہوئی تو یہ بمنزلہ استفاضہ ہو گا یا نہیں؟ ظاہر ہے کہ استفاضہ اعلیٰ درجہ کی خبر صحیح ہے۔ اس مقام پر درج ذیل امور کا لحاظ ہونا چاہئے تھا جو نہیں ہوا۔ صحت خبر کا مادر حضن صائم پر نہیں بلکہ معلمہ شرائیا معتبرہ اتصال بھی درکار ہے۔ اتصال بے ملاقات متسور نہیں۔ اسی لئے تو امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے با فعل ملاقات کو حدیث کی صحت کے لئے شرط قرار دیا اور امام مسلم نے امکان ملاقات کی شرط رکھی یعنی اتھوں نے اس پر مجموع کیا کہ راوی کی مردی عنہ سے بوجہ معاصرت ملاقات ہوئی ہوگی۔ اور جہاں راوی اور مردی عنہ کے درمیان سیکڑوں واسطے ہوں تو بدیہی ہے کہ وہوں کا اتصال نہ ہوا تو خبر متصل نہیں بلکہ منقطع ہے اور جب خبر منقطع ہے تو ہرگز بمنزلہ استفاضہ نہیں ہو سکتی اگرچہ متعدد منقطع یا ہم مل جائیں جب بھی وہ خبر متصل نہیں بخہر سکتی۔

یہاں سے ظاہر ہوا کہ شیخ مصطفیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے استفاضہ کی جو تعریف
باہس الفاظ کی:

”معنی الاستفاضة ان تاتی من تلک البلدة جماعات

متعددون كل منهم يخبر عن اهل تلك البلدة انهم

صاموا عن رؤية“

تحقیق استفاضہ کی شرط ہے نہ یہ کہ تحقیق کی مختلف صورتوں میں سے ایک صورت کا بیان ہے کہ اتصال بے ملاقات نامتسور اور ملاقات کے لئے جماعتوں کا آنا ضروری۔

صاحب مکتب نے غالباً جب یہ دیکھا کہ علامہ رحمتی کی عمارت مکتب میں درج
باتوں کی صریح مخالف ہے تو اس کے تدارک کی یوں سمجھی کی:

”خبر مستفیض کی جو تشریع علامہ رحمتی قدس سرہ نے کی ہے اپنے
عہد کے لحاظ سے کی ہے اس لئے کہ اس عہد میں ایک جگہ سے
دوسری جگہ خبر پہونچانے کے لئے اس کے سوا کوئی صورت نہیں تھی
کہ جماعت آکر بخوبی (الی ان قال) خبر مستفیض کی تشریع
علامہ رحمتی نے اپنے عہد کے لحاظ سے فرمائی ہے اور یہ خاکسار
اس کی تشریع اپنے عہد کے لحاظ سے کر رہا ہے (اس مقام پر یہ
ذہن نہیں رہے کہ اس خاکسار کی تشریع علامہ موصوف کی تشریح کو
باطل نہیں قرار دیتی، بلکہ خبر مستفیض کی ایک دوسری شکل کی
نشاندہی کرتی ہے)، اتنی کلامہ۔“

ان کلمات کے پیش نظر صاحب مکتب سے یہ کیا پوچھا جائے کہ خبر مستفیض کی
تقریر جو آپ نے پیش کی اس میں آپ منفرد ہیں یا آپ سے پہلے فقہاء و محدثین میں
کسی نے خبر مستفیض کی ایسی تقریر کی۔ صاحب مکتب نے خود اعتراف کر لیا کہ اس
تقریر میں کوئی ان کا سلف نہیں جس کے وہ تبع ہوں بلکہ جناب نے بزعم خود خبر مستفیض
کی ایک دوسری شکل کی نشاندہی کی جس کا نام و نشان کتب فقہ میں نہیں، البتہ صاحب
مکتب سے اس دعوے پر سند کا مطالبہ ضرور ہے لہذا سند پیش کرنا لازم، یا تو وہ یہ
 بتائیں کہ محل بحث میں آپ کی بات بے سند قابل قبول ہے یا یہ سب کے نزدیک
 بدیریات واضحات کے قبیل سے ہے کہ محتاج دلیل نہیں، بہر حال جبکہ یہ امر نہایتی ہے
 ہرگز بدیہی نہیں، مدعی کو دلیل قائم کرنا ضروری ہے۔ ہاتوا برہان کم۔

خبر مستفیض کی تحقیق

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے استفاضۃ شریعت سے متعلق اعلیٰ حضرت

قدس سرہ کی تصریحات نقل کردی جائیں تاکہ شیلیفونی استفاضہ کی شرعی حیثیت ایجھی طرح واضح ہو جائے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ فتاویٰ رضویہ میں رقطراز ہیں:

”بلکہ وہ استفاضہ جو شرعاً معتبر ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ اس شہر سے گروہ کے گروہ متعدد جماعتیں آئیں اور سب بالاتفاق یک زبان بیان کریں کہ وہاں قلاں شب چاند دیکھ کر لوگوں نے روزہ رکھا ہیاں تک کہ ان کی خبر پر یقین شرعی حاصل ہو، روحاً مختار میں ہے: قال الرحمن: معنی الاستفاضة ان تأتی من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخبر عن اهل تلك البلدة انهم صاموا عن رؤية لا مجرد الشيوع من غير علم من اشاعه كما قد تشييع اخبار يتحدث بها سائر اهل البلدة ولا يعلم من اشاعها كما ورد ان في آخر الزمان يجلس الشيطان بين الجماعة فيتكلم بالكلمة فيتحدثون بها ويقولون لاندرى من قالها فمثل هذا لا يتمىغى ان يسمع فضلا عن ان يثبت به حكم اهـ قلت وهو كلام حسن ويشير اليه قول الذخیره“

[فتاویٰ رضویہ ج ۲: ۵۵۲-۵۵۳]

پھر یہ بھی کافی نہیں بلکہ اس کے ساتھ تحقیق کی بھی شرط ہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں ”ہمارے ائمہ نے صرف استفاضہ و اشتہار کافی نہ جاتا بلکہ اس کے ساتھ تحقیق ہو جانے کی قید زیادہ فرمائی، علام عبد الغنی تابسی ”حدیقتندی“ میں فرماتے ہیں:

اما خبر المتوادر من الناس بعضهم بعضاً بذالك فهو ممنوع لاستناد الكل فيه الى الظن والوهم والتخيّن واستفادة الخبر من بعضهم البعض بحيث لو سألت كل

واحد منہم عن رویتہ معاینتہ لقال لم اعاينہ - الخ“

[فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۵۶۱ - ۵۶۲]

ذکورہ بالاتر بیحات کی روشنی میں فیصلہ کیا جائے کہ مکتوب میں استفاضہ کی چوتھی صورت پیش کی گئی اس پر استفاضہ کی کون سی تعریف منطبق ہے، اور اگر کوئی تعریف اس جدید استفاضے پر منطبق نہیں تو یہ علی خدا الصلوٰتین [۱] استفاضہ ہی نہیں، ہاں یہی اصطلاح استفاضہ شرعیہ سے کوسوں دوڑ اور صاحب مکتوب کی اخراج ضرور ہے۔

خبر مستفیض خبر متواتر کامتر ادف ہے

ذر امتو اتر و مستفیض کی تعریفات ملاحظہ کر بٹایا جائے کہ اس جملہ استفاضہ اور تو اتر متراوف ہیں یا استفاضہ تو اتر کا غیر ہے؟ اس مقام پر صحیح عبارات کا کیا مقادہ ہے مثلاً بحر الرائق میں فرمایا：“قال الامام الحلوانی من مذبب اصحابنا ان الخبر اذا استفاض من بلدة اخرى وتحقق يلزمهم حكم تلك البلدة”۔ [ن ۲۸، ج ۱، ص ۱۹۶]

اور تاریخانیہ میں یوں فرمایا：“وعن محمد لا يعتبر حتى يتواتر الخبر من

کل جانب هکذا روی عن ابی یوسف”۔ [ج ۱، ص ۱۹۶]

لفظ ”يتواتر الخبر“ کا وہی مقادہ ہے جو بحر الرائق میں ”استفاض“ کا ہے یا کچھ اور؟ علامہ صحیح ہی کی عبارت کا صحیح مفہوم کیا بتارہا ہے اور ”جماعات متعددون“ کا مقادہ کثرت بے حصہ ہے یا قلت اور قلیل تعداد کی تھیں؟

دو تین چار کو جماعت مانا تو مانا، اس سے بحث نہیں، چار، چھ، نو، بارہ کو متعدد جماعتوں پر مشتمل قرار دیا اس طور پر کہ چار چوکڑ متعدد جماعت ہے اسی طرح چھ متعدد جماعت ہے وعلیٰ هذا القیاس، تو آپ کے نزدیک چار، چھ پر بھی استفاضہ ہو جائے گا کہ متعدد جماعتیں متحقق ہیں، کیا عرف آپ کے اس دعوے کا مساعد ہے؟ نہیں، بلکہ عرف اس کا مخالف ہے اسلئے کہ جماعت ایک گروہ کو کہتے ہیں جو کشیر افراد پر

[۱] اصول فتنہ اصول حدیث کی روشنی میں۔

مشتمل ہو، ازروئے عرف اگر جماعت کا یہی معنی ہے تو ایک جماعت افراد کشیرہ پر مشتمل ہو گی، پھر معنی استفاضہ میں "جماعات متعددون" کہا ازروئے عرف اس کا کیا معنی؟ یہی ناک استفاضہ کے لئے متعدد جماعتیں درکار ہیں اور ایک جماعت عرف کشیر افراد پر مشتمل ہوتی ہے ایسی جماعت جو کشیر افراد پر مشتمل ہو ایک نہیں متعدد درکار ہیں جن کی کوئی تعداد بیان نہ ہوئی بلکہ مطلقًا افادہ عدم حصر تعین کے لئے اور تاکید مفہوم جماعات کے لئے "متعددون" فرمایا۔

اب اس عبارت کی صحیح تشریح جو مفہوم عبارت کے موافق اور عرف کے مساعد ہے کیا اس کے سوا کچھ اور ہے جو اعلیٰ حضرت نے یوں بیان فرمائی:

"وہ استفاضہ جو شرعاً معین ہے اس کے معنی یہ یہں کہ اس شہر سے

گروہ کے گروہ متعدد جماعتیں آئیں اور سب بالاتفاق یک

زیان کہیں کروہاں فلاں شب چاند دیکھ کر لوگوں نے روزہ رکھا

یہاں تک کہ ان کی خبر پر یقین شرعی حاصل ہو،" [ج ۱۰، ہج ۳۲۵]

اگر یہی مفہوم ہے اور ضرور یہی مفہوم ہے تو اس صورت میں خبر مستفیض خبر متواتر کا متراوف ہے اور متواتر اعلیٰ درج کی خبر صحیح ہے جس میں راوی کا مرتبہ تحمل اور مرتبہ ادا نے خبر میں حاضر ہوتا ضروری ہے اور اتنی بات پر جملہ محدثین کا اتفاق چلا آ رہا ہے اور اس صورت میں خبر مستفیض از قبیل روایت ہے زی خبر نہیں کہ اس پر یہ بات جمادی جائے کہ:

"شیلی فون، اور ریڈ یو وغیسرہ آلات خبر (جن کی

وضع ہی صرف خبر پہنچانے کے لئے کی گئی ہے) سے

حاصل شدہ خبریں بھی خبر ہے۔ اخ"

اب یہاں سوال متوجہ ہے کہ خبر مستفیض یہاں قطعاً بعینہ خبر متواتر ہے جس کے

پہلے مرتبے میں بھی ایک دو سے سنا ملخوا نہیں بلکہ ہر مرتبے میں جماعات کشیرہ کی خبر ہوتا

ضرور ہے اس پر حدیقتہ ندی کی عبارت جو فتاویٰ رضویہ میں درج ہوئی شاہد عدل ہے اور اس کے آخری کلمات جو یوں ہیں:

”ورسما اذا تأملت وتفصحت وجدت خبر ذالک التواتر

الذى تزعمه كله مستندا فى الاصل الى خبر واحد او

[المقیدۃ الندویۃ ۲، ص ۵۲]

اثنين“۔

واجب الالحاظ ہیں۔

اب بتایا جائے کہ جو نو موبائل کو کافی جانا گیا اور اس سے موصول ہوتے والی خبر کو استفاضہ کھہرا دیا گیا یہ اصولیں میں امر متفق علیہ کا خلاف ہے یا نہیں؟ اور معنی استفاضہ جس کی تشریح اعلیٰ حضرت قدس سرہ کے کلام سے گزری اور جو قدم میں سے علماء میں ایسا معروف و مشہور چلا آرہا ہے کہ اس کے سواہ اور کوئی معنی نہیں جانتے، ان لوگوں کا پیش کردہ معنی اور استفاضہ کی دوسری شکل جسے آج اختیار کیا جا رہا ہے کیا اس کا لحاظ معنی قدیم معمول پر کارافع نہیں اگر نہیں تو کیسے نہیں؟ کیا یہ دوسری شکل پہلی شکل کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے اگر ہو سکتی ہے تو کیسے؟ اور اگر نہیں ہو سکتی کہ دونوں ایک دوسرے کی نفیض ہیں اور اجتماع نقیضین حال، تو جب یہ دوسری ہو گی تو پہلی کیونکرت اٹھ جائیگی۔

اس جگہ بحاظ مناسبت مقام بطور جملہ مفترض یہ عرض کرو دوں کہ منعقد سیمنار کی رپورٹ میں چلتی ترین پر فرض واجب حقیقی و حکمی کی ادائیگی کے متعلق یہ کہا گیا کہ

”چلتی ترین پر فرض واجب حقیقی و حکمی کی ادائیگی کے بعد اعادہ

کی حاجت نہیں جیسا کہ خود فتاویٰ رضویہ کی عبارت سے واضح

ہے، یہ حکم کسی طرح بھی نہ فتاویٰ رضویہ کے خلاف ہے، نہ اعلیٰ

حضرت قدس سرہ سے انحراف ہے، نہ ہرگز ہرگز کسی طرح یہاں

خرق اجماع مسلمین متصور“۔

یہ دعویٰ تو کیا گیا کہ یہ حکم کسی طرح بھی نہ فتاویٰ رضویہ کے خلاف ہے نہ اعلیٰ

حضرت قدس سرہ سے اخراج ہے لیکن اگر غور کیا جائے تو یہ دعویٰ اپنے آپ میں انتہائی حریت انگیز ہے، فتاویٰ رضویہ سے جو ظاہر ہے بلکہ جو اس کا صریح منطق ہے کہ چونچی نہیں پر یہ نہایتی نہیں ہو سکتیں، اس کے خلاف کو ظاہر بتاویا اور اس پر یہ بات تبادی نہ ہرگز ہرگز کسی طرح یہاں خرق اجماع مسلمین متصور۔

خبر مستفیض میں مخبرین کا حاضر ہونا ضروری ہے
 اگرچہ استقرار و اتحاد مکان کی اجتماعی شرطیں نظر انداز کر دی گئیں اور اصل اجتماعی کریم من جبکہ العباد کا اعتبار نہیں کو درخور اعتمان سمجھا گیا بلکہ شاید اسے مانع سماوی خیال فرمایا، یہ حال تو نہیں کے مسئلے میں تمام فقہاء کی تصریحات بالخصوص اعلیٰ حضرت کے فرمان کے ساتھ ہوا، کیا اس جگہ بھی نہ کہیں گے ”جیسا کہ فتاویٰ رضویہ سے ظاہر ہے، یہ حکم کسی طرح بھی نہ فتاویٰ رضویہ کے خلاف ہے نہ اعلیٰ حضرت قدس سرہ سے اخراج ہے نہ ہرگز ہرگز کسی طرح یہاں خرق اجماع مسلمین متصور۔“

دوسرے سوال یہ ہے کہ جب خبر مستفیض، خیر متواتر ہے اور یہاں خیر متواتر، مجرد خیر نہیں بلکہ از قبیل روایت ہے اور روایت کے تحلیل و ادایہ میں جو وہ سوراہیں فقہ و حدیث و ائمہ قدیم و حدیث میں معمول و متوارث چلا آ رہا ہے اس کا خلاف کیا خلاف اجماع نہیں؟ اور معمول قدیم متوارث کی خلاف ورزی نہیں؟ ہے اور ضرور ہے اور اس طرح یہاں دو وجہ سے خرق اجماع لفظ و قوت ہے۔

پھر یہ سوال ہے کہ کیا خبر مستفیض، محبر دخیر ہے یعنی اس میں کوئی ایسی بات نہیں جو اس خبر کے درمیان اور شہادت کے درمیان قدر مشترک ہو، یا اس میں کوئی قدر مشترک ہے برلقدیر ثانی وہ قدر مشترک کیا ایسی مجرد خیر جو شرعیہ ہو سکتی ہے؟ برلقدیر ثانی وہ قدر مشترک کیا ہے؟ یہی تاکہ ایسی خبر میں شہادت کی طرح معنی الزام ہے تو اس لحاظ سے یہیں وہ شہادت کی طرح ہے اور شہادت کے دونوں مرتبوں یعنی مرتبہ تحلیل و مرتبہ ادایہ میں حضور کا لحاظ ہے جس کی رو سے یہ ضروری

بے کہ وہ قتل اور اداۓ شہادت کے موقع پر حاضر ہو۔

بھی وجہ ہے کہ علامہ رحمتی نے استفاضہ کی وہ تعریف کی جس کی رو سے جماعت مخبرین کا دوسرا شہر میں قاضی کے رو برو حاضر ہونا ضروری ہے، جن حضرات نے استفانے کی دوسری قسم کی نشانہ ہی کی جسکی رو سے قاضی کے حضور حاضر ہونے کیاتفاقی شرط انہی، ان پر لازم ہے کہ قرآن و سنت سے یا کم از کم فتنہ کی کتب معتمدہ سے اس صورتِ جدیدہ کا استثناء مبرہن کریں، دلیل لا گئی تاکہ اس میں نظر کی جائے اور اگر اس پر کوئی دلیل نہیں رکھتے تو بتائیں کہ آپ حضرات نے از روئے تقلید الترام مذہب محسن کا عہد کیا یا نہیں؟ تقلید مذہب محسن سے یہ عہد ضرور لگا ہندھا ہے، اسکی رو سے کیا آپ پر لازم نہیں کہ قول راجح ہی پر عمل کریں اور اسی کو مذہب حسانیں؟ ضرور لازم ہے، اسی لئے ماوشہ کس گستاخ میں، ناتلان مذہب نے فرمایا:

”أَمَا نحن فعلىٰنا اتباعٌ ما رجحوهٗ وَمَا صَحَّحُوهٗ كمالٌ أَفْتَوْا فِي حَيَاتِهِمْ“ اور فرمایا: ”الفتیا بالقول المرجوح
جهل و خرق للاجماع“ اسی کے تحت طحطاوی علی الدر میں فرمایا: ”وهو باطل و حرام“ - [چاہیں ۵۰]

لہذا قول راجح سے عدول، عدول عن المذہب ہے جسکی اجازت صلاحیت ترجیح سے عاطل نہیں مقلدین کوئی ہو سکتی جیسا کہ عبارات متدرجہ بالا سے ظاہر ہے۔ جب قول راجح سے عدول کے سلسلے میں علماء کی یہ کچھ تصریحیں ہیں تو ایسے مسئلے سے عدول کا کیا حال ہو گا جس کے خلاف کوئی قول مرجوح بھی منقول نہیں۔ وَمَنْ أَدْعَى

فعليہ البیان۔

بیہر حال یہ سوال ہے کہ استفانے کی دوسری قسم کی راہ انہرے حدی نے دکھائی یا

محض ہوئی نے یہ ہوا دکھائی۔

از الشبهات

اس مقام پر ضرورت و حاجت کا بھی سہار نہیں لیا جا سکتا کہ اصل حکم سے عدول کے لئے حقیقت اغفار اور کچی حاجت صحیح شرعیہ مطلوب ہے جو یہاں مفقود ہے۔ کسی شہر سے دوسرے شہر میں شہادت شرعیہ کا حصول یا استفاضہ مقبول شرع کا تحقیق نہ ہو سکتے تو اس کا تعذر تعیل اصل حکم کا تعذر کیونکہ خبرے کا اور کوئی حاجت اکمال عدت شہر سے مانع ہوگی۔ اور جب یہاں اصل حکم کر تکمیل عدت شہر ہے پر عمل ممکن بلکہ لازم تو پھر کیا ضرورت کہ ٹیلیفون وغیرہ اساب کو امور شرع میں دخیل کیا جائے اور خواہی نخواہی ٹیلیفون، موبائل، فیکس، ای میل وغیرہ کو برخلاف تصریحات نقہباء معتبر مانا جائے۔

اس سلسلہ میں فاد صوم اور فاد عقیدہ کو معرض حاجت میں ذکر کیا جاتا ہے صوم دعید کا حکم تحقیق رویت پر ہے تو جہاں شرعی طور پر تحقیق رویت نہ ہو ہرگز نہ روزہ صحیح ہوگا نہ عید کرنا حلال ہوگا بلکہ اس جگہ کے لوگوں پر مہینتہ کی گفتگی پوری کرنا لازم ہے اور روز شش کو خواہی نخواہی رمضان یا روز عید ٹھہرانا، روزہ رکھنا، عید کرنا حرام۔

اس مقصود کا ازالہ ٹیلیفون، فیکس وغیرہ اساب غیر معتبرہ کو دربارہ رویت معتبر خبر ادا کر کیونکہ متصور بلکہ یہ مفسدہ فاد صوم اس صورت میں بھی موجود اور امر غیر شرعی کو شرعی جاننا خود فاسد عقیدہ ہے تو اس صورت میں بھی فاد عقیدہ لفڑی دلت ہے اور اسکے مذہب کی تصریحات کو بالائے طاق رکھنا ایک گوتا غیر مقلدیت ہے اور اس سلسلہ میں مجھے معاف رکھا جائے اگر میں یہ کہوں کہ اس دروازے سے رفتہ رفتہ قیود مذہب سے کھلی آزادی اور تقلید سے بیگانگی کا کھلا اندیشہ ہے۔

اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے استفاضہ کی دو ہی صورتیں رقم فرمائیں، ایک دوہجور تھی کے خواں سے گزری اور دوسری یہ ہے:

"اور ایک صورت یہ بھی متصور کہ دوسرے شہر سے جماعت کشیرہ آئیں اور سب بالائے طاق بیان کریں کہ وہاں ہمارے سامنے عام

لوگ اپنی آنکھ سے چاند دیکھنا بیان کرتے تھے جن کا بیان
مورث ملکین شرعی تھا تاہر اس تقدیر پر وہاں کسی ایسے حاکم
شرع کا ہونا ضرور نہیں کہ روایت فی نفسہا بحث شرعیہ ہے لقولہ
صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صوموا لرویته وافطروا
لرویته جب جماعت تو اتر جماعت تو اتر سے ان کی روایت کی
ناقل ہے تو روایت یا تبیین ثابت ہوئی اور شہادت کی حاجت نہ
رہی کہ اشیاء احکام میں تو اتر بھی قائم مقام شہادت بلکہ اس سے
اقوی ہے۔
[فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۵۵۳]

نیز اعلیٰ حضرت رقطر ازبیں کہ:

”علماء تصریح فرماتے ہیں کہ آڑ سے جو آواز مسموع ہو اس پر
احکام شرعیہ کی بنائیں ہو سکی ہے کہ آواز آواز سے مشابہ ہوئی
ہے۔ تبیین الحقائق امام زیلیقی پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے: لو
سمع من وراء الحجاب لا يسمعه أن يشهد لاحتلال أن
يكون غيره اذا النعمة تشبه النعمة“

[فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۵۲۷]

سوال یہ ہے کہ جب استفاضہ متعدد شیلیفون اور متعدد فلکس وغیرہ سے موصول
ہونے کی صورت میں متصور تھا تو اعلیٰ حضرت نے استفاضہ کے بیان میں یہ صورت
کیوں نہ کامی؟ اور جب شیلیفون کی خبر کو غیر معتبر شہر ایا تو متعدد فونوں کے موصول ہونے
کا استثناء فرمائ کر اسے استفاضہ کیوں نہ قرار دیا۔

یاد رہے اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

”استفاضہ یعنی جس اسلامی شہر میں حاکم شرع قاضی اسلام ہو کہ
احکام پہلی اسی کے یہاں سے صادر ہوتے ہیں اور وہ خود عالم

اور ان احکام میں علم پر عامل و قائم یا کسی عالم وین تحقیق و معتمد پر اعتماد کا ملتزم و ملازم ہے، یا جہاں قاضی شرع نہیں تو مفتی اسلام، مرجع عوام و تبع الاحکام ہو کہ احکام روزہ و عیدین اسی کے فتویٰ سے نفاذ پاتے ہیں، عوام کا لاغعام بطور خود عید و رمضان نہیں شہرائیت و باب سے متعدد جماعتیں آئیں اور سب یک زبان اپنے علم سے خبر دیں کہ وہاں فلاں دن ہر بناۓ رویت روزہ ہوا یا عید کی گئی،

[فتاویٰ رضویہ، ج ۳، ص ۵۵۲]

اقول: استفاضہ کی جو مندرجہ بالا چیلی صورت انتہی حضرت نے ذکر فرمائی اور اس میں قاضی و مفتی میں جو قید یہ محفوظ رکھیں ان کے پیش نظر استفاضہ شرعیہ کی چیلی صورت پر بھی رویت ثابت نہ ہوگی بلکہ نظر بحال زمانہ اطمینان کافی مطلوب ہو گا خصوصاً جبکہ کسی خاص جگہ کے قاضی و مفتی کے بارے میں معاوم ہو کہ وہ پابند احکام شرع نہیں۔ میلیقونی استفاضہ کا دروازہ کھولنے کے بعد ای جو یہ کہا جاتا ہے کہ:

”خبر رسانی کے جدید ذرائع مثلاً میلیون، موبائل، فیکس، ای میل سے استفاضہ کا تحقیق ہو سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ ان ذرائع کو ممکن حد تک ناخدا ترسوں کے دھوک، فریب اور جھوٹ کے اندر یہ سے محفوظ رکھا جائے ورنہ ان کے ذریعہ موصول ہونے والی خبروں کی حیثیت بازاری افواہ کی ہوگی نہ کہ استفاضہ کی۔“

جدید ذرائع ابلاغ سے استفاضہ کی تحقیق پر چند سوالات

اقول: اس پر اولاً: یہ معروض ہے کہ یہ مقالہ نگار کا اپنا خیال ہے جو نہ صرف فتاویٰ رضویہ بلکہ دیگر کتب مذہب جن کی عبارتیں فتاویٰ رضویہ میں منتقل ہو سکیں اور بشمول فتاویٰ رضویہ یہ سب کتابیں مقالہ نگار کی معتمد ہیں ان سب سے صرف نظر کیوں کرو؟ اور ان تمام معتمدات کی مخالفت کیسے درست؟ اور

یہ کہاں سے نکالا کر تحقیق ہو سکتا ہے؟

ثانیاً: اس عبارت میں مقالہ نگار نے ان ذرائع اپلائی میں اندیشہ کو مانا جب تو یہ لکھا کہ ان ذرائع کو ممکن حد تک ناخدا ترسوں کے دھوکہ، فریب اور جھوٹ کے اندیشہ سے محفوظ رکھا جائے ورنہ ان کے ذریعہ موصول خبروں کی حیثیت بازاری افواہ کی ہو گی نہ کہ استفاضہ کی۔ اچھا ہوتا کہ پہلے وہ سارے اندیشے دفعہ فرمادیتے اور ان ذرائع کا محفوظ ہونا ثابت و آشکار کردیتے پھر اس پر سب سے اتفاق کروالیتے اور جب یہ مسئلہ اجتماعی ہو جاتا تو اس پر مناطق اجماع منطبق کرتے۔

ثالثاً: ان ذرائع کو محفوظ بنانے کی یہ تجویز کہ جو لوگ شیلیفون، موبائل فون، فیکس یا ای میل کے ذریعہ چاند ہونے کی خبر دیں انہیں قاضی شریعت یا اس کے سامنے اس کا معتمد فون کر کے یہ تصدیق حاصل کر لے کر فون، فیکس، موبائل، ای میل کے ذریعہ انہوں نے ہی اطلاع دی ہے۔ اس پر معرض ہے کہ یہ تمدیر کیونکر کارگر ہو گی؟ جو اندیشہ پہلے تھا وہ اب بھی ہے بھن معتمد کے لفڑکر لینے سے اندیشہ کا ازالہ کیونکر ہو گیا؟ نیز فیکس، ای میل وغیرہ کی خبروں کو بوجہ کثرت بخزلہ استفاضہ مانا صراحتاً علی حضرت کے ارشاد کے خلاف ہے چنانچہ علی حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”مگر یہ کہنا ہرگز صحیح نہیں کہ خبر، تاریخ خط بدر جہ کثرت پہنچ جائے تو اس پر عمل ہو سکتا ہے اسے استفاضہ میں داخل سمجھنا صریح غلط“

[فتاویٰ رضویہ، ج ۲، ص ۵۵۸]

رابعاً: اگر تسلیم کر لیا جائے کہ ایک گوتہ اعتماد ہو گیا اور کسی حد تک ازالہ ہو گیا پھر بھی استفاضہ کا تحقیق نامتصور بلکہ صاف ظاہر کہ جس کو استفاضہ سمجھا جا رہا ہے اس کا ملحتی اور مدار ایک پر ہے تو یہ استفاضہ ہو گیا یا خبر و احد و بھی غیر متعلق۔ ممکن ہے کہ بعض اوقاہاں میں یہ بات ابھرے کہ میں تو یقین ہو گیا اس کا جواب علی حضرت سے متى چلئے: ”اور یہ زعم کہ ہم کو تو یقین ہو گیا صحیح نہیں، یقین وہ ہے جو جنت شرعیہ سے ناٹی ہو،

یوں تو ایک جماعت ثقات عدول کی وقت ان چند مجبولوں یا ساقطوں یا تار و خطوط کی اوہام و خیوط سے کیا کم تھی، انساف کیجئے تو بد رجہ از انکہ تھے پھر کیوں علمائے دین نے اسکی بے اعتنائی کی تصریح فرمائی۔

خامساً: ثقة علماء، قاضی اور شہر کے دوستین صالحین کو فون کر کے جو تصدیق حاصل کی جائیگی اس میں بھی وہی احتمال و اندریشور ہے گا، کہ آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے، اور مقام مقام احتیاط ہے جس میں نادر شب کا بھی اعتبار ہے، خود مقالہ نگار نے جا بجا اندیشوں کا ذکر کیا اور نادر و غیر نادر کی کوئی تفصیل نہ کی، پھر فون پر اس امر کی تصدیق کیسے ہو سکے گی کہ اس نے اپنی آنکھوں سے چاند دیکھا، یہ امر یا ب شبادات سے ہے اس میں محسن خبر وہ بھی سیکڑوں پر دوں کے چیچھے سے کیوں کر مسموع ہو گی، پھر بات وہی ہے کہ اس صورت میں مشتبی ایک، تو استفاضہ کیسے ہو گا؟ اور بذریعہ ای میل قاضی کی اصل تحریر پہنچنا کیسے متصور؟ یہی حال فیکس کا بھی ہے پھر ای میل میں اس نادر شبہ کا لحاظ کیا کہ سرور (کپیوٹر کی ایک مشین کا مالک) جعل سازی کر سکتا ہے، یہ بات اس دعویٰ میں ہماری موجود ہے کہ مقام احتیاط میں نادر کا اعتبار ہوتا ہے، پھر اسکی تصدیق کے لئے وہی مشتبہ ذریعہ بتایا کہ جس قاضی نے اسے وصول کیا وہ شیلیفون یا موبائل کے ذریعہ پیغام رسائیں وغیرہ سے تصدیق حاصل کرے۔ اور اخباروں کے بارے میں تصدیق کیسے ہو گی کہ وہابی، دیوبندی نہیں، اور بیانات کی چھان بین اور فریب کا ازالہ کیسے ہو گا؟

یہاں سے ظاہر کہ مذکورہ طریقے اور اس کے علاوہ دوسرے طریقے جن میں مدار شیلیفون، موبائل، ای میل، فیکس پر ہے وہ خود مستقل طور پر قابل اعتبار نہیں بلکہ محتاج تصدیق ہیں، اور ان کی تصدیق شیلیفون، موبائل، ای میل، فیکس سے نہیں ہو سکتی کہ اندریشے سے خالی نہیں، اور مشتبہ مشتبہ کا مصدق نہیں ہو سکتا، اور فیکس، ای میل اگرچہ دس، گیارہ ہو جائیں، یوں ہی فون اگرچہ متعدد ہوں بہتر لئے استفاضہ نہیں ہو سکتے۔

نقہاء نے دربارہ خط ناور شہپر کا اعتبار فرمائے اکام میں نامعتبر شہرایا اور علتِ اشتیاہ ابتدائے کلام میں اس کی ندرت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بتائی "ان الكتاب قد يقتعلى ويزور والخط يشبه الخط والخاتم يشبه الخاتم" یعنی کبھی جھوٹا نامہ بنالیا جاتا ہے اور ایک تحریر دوسری تحریر کے مثابہ ہوتی ہے، اور ایک مہر دوسری مہر کی طرح ہوتی ہے۔ اس کے باوجود "كتاب القاضى الى القاضى" کو برخلاف قیاس پا جماعت صحابہ و تابعین طرق موجہ سے شارکیا اور اس کے لئے وہی متحملہ شروع طشہادت شرعیہ کی شرط رکھی اور اس کے برخلاف رسول قاضی بلکہ خود قاضی کے بیان کا اعتبار کیا کہ اجماع تو برخلاف قیاس کتاب القاضی پر ہوا ہے، اور جو خلاف قیاس ثابت ہو وہ اپنے مورد پر مستصر رہتا ہے، بخلاف رسول قاضی ان اخبار پر پرده سے بذر جھا یہتر تھا اور حاجت بھی در پیش پھر مناط اجماع کو ان لوگوں نے اس پر منطبق کیوں نہ فرمایا؟

اور جب ان ذرائع میں یہ کچھ اندیشے ہیں اور یہ بذات خود کافی نہیں اور ان کے ذریعہ تصدیق بھی مشتی تو ان جدید ذرائع سے موصول ہوتے والی خبروں میں شہپر کیوں نہیں ہونا چاہئے۔ خصوصاً عید کے سلسلے میں بصورت استغاثہ بھی اندیشہ مانا تو ان اخبار پر پرده کا بمنزلہ استغاثہ ہوتا یوں بھی ممنوع اور ان میں اشتیاہ و اندیشہ خود کو مسلم تو سیل اطلاق میش اور اندیشوں اور مفسدوں کا دروازہ بالکل بند کرتا ہے؛ یہ کہ دور از کار ایک شرطیں لگائی جائیں اور بزعم خود را وجہ نکالی جائے جن کی پابندی بے راہ روؤں سے نہ ہو سکے اور وہ قیدوں سے آزاد ہو کر رخصت پر کار بند ہوں اور مفتری کے حکم کو بھانا بنا کیس شرع کا قاعدہ ہے "در المفاسد اهم من جلب المصالح"

وہاں یوں کے جذبے مسايقت کا ذکر تو کیا مکرشدہ شدہ یہ بلا بہت سے سئی عوام میں بھی سراحت کرچکی ہے وہ بھی سعودیہ بلکہ لکھنؤ، وہلی میں چاند ہو جانا اور ریڈ یو سے اس کا اعلان کیا ہے اپنے زعم میں بڑا ہوتا کہتے ہیں، تو مسمم، تو ایسے بہت سارے سئی بھی ہیں

کہ ان کی بھی دو بد و کی خبر قابل تحقیق ہے تو شیلیفون، فیکس وغیرہ مشتبہ رائے سے موصول ہونے والی خبریں معترضیں ہو سکتیں اگرچہ خبر دینے والے سی ہوں۔ ہاں شیلیفون وغیرہ پر کسی طرح اختیار کا انجام تصریحات اور مذہب کو بالائے طاق رکھنا اور قیود نہ ہب سے آزادی میں دوسروں کے ساتھ مشارکت اور عوام کو آزاد کرنا ضرور ہو گا۔

صاحب مکتوب شیلیفونی استفاضہ کی دشکلیں بیان کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”ایک شکل ہے دور دالے سے خود بذریعہ شیلیفون خبر لیتا اور دوسری شکل ہے دور دالے کا خود بذریعہ شیلیفون خیر دینا، ان دونوں شکلوں میں فرق ظاہر ہے، پہلی شکل میں ہم اپنے جانتے پہچانتے لوگوں سے رابطہ پیدا کر کے ان سے خبر لیتے ہیں، اس نے اسیں ہمیں دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔ اس کے برعکس دوسری شکل میں خبر دینے والوں سے ہم خود یہ خبر ہوتے ہیں تو اس میں دھوکہ کا امکان ہے کہ خبر دینے والے اپنے ہم مسلک ہیں بھی کہ نہیں، نیز خبر مستفیض کے لئے جتنی تعداد مطلوب ہے، اتنے ہی افراد خبر دے رہے ہیں یا چند لوگ ہیں جو آواز بدل بدل کر کشیر ہتے ہوئے ہیں۔“

صاحب مکتوب نے یہ کہہ کر ”آواز بدل بدل کر کشیر بنے ہوئے ہیں“ دوسری صورت میں تو احتمال شہید ہانا، جبکہ پہلی صورت یعنی جانتے پہچانتے اور معتمد لوگوں سے معلوم کرنے کی صورت میں بھی یہ شہید موجود ہے کہ آواز آواز کے مشابہ ہوتی ہے، تو ایک آواز دوسری آواز سے متبدل ہو سکتی ہے اگرچہ دانت معتمدین نہ بدلتیں اس نے جیسا شہید وہاں ہے دیساں یہاں ہے تو ایک جگہ اس کا اختیار اور دوسری جگہ اس کو نظر انداز کرنا کیا معمی؟

اس مقام پر یہ سوال بھی حل طلب ہے کہ پہلی شکل میں جن جانے پہچانتے لوگوں

سے بذریعہ فون خبر حاصل کر کے استفاضہ پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ان
جانے پہچانے لوگوں کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ صاحب مکتب انکی حیثیت متعین کریں۔
مدعی تو نہیں جیسا کہ ظاہر ہے، پھر کیا شہود ہیں یعنی اپنی روایت پر گواہ اور اس رو
سے ان کی خبر ضرور مثل شہادت ہے اور ہر شہادت میں شہود کا قاضی کے یہاں حاضر
ہونا لازم، یہاں پھر وہی سوال عواد کرتا ہے کہ اس صورت کا استثناء کس دلیل سے ہے؟ یا
مزگی ہیں یعنی شاپداں و گیر کی تحدیل و توشیق کا کام انجام دیتے ہیں تو اس صورت میں
بھی وہ مرتبہ شہود میں ہیں البتہ ان کا جملہ شروط کی طرح قاضی کے یہاں حاضر ہونا
لازماً یہ کس دلیل سے مستثنی ہوئے کہ وہیں پہنچنے پڑنے تحدیل کی شہادت دیں۔

اتی بات تو ظاہر ہے کہ استفاضہ مزعومہ جسکی نشاندہی صاحب مکتب نے کی اس
میں یکبارگی جماعت موجود نہیں ہوتی بلکہ افراد متعاقبہ اور آحاد مترتبہ جو یکے بعد
دیگرے خبر دیتے ہیں ان سے قہن میں جماعت کا تصور ابھرتا ہے، ذہن میں موجود
ہونے والی یہ جماعت آپ کے طور پر قاضی کے نزدیک حکم حضور سے مستثنی سی، کیا
اس جماعت کے مقصد ارکان اور پہلے رونما ہونے والے آحاد افراد بھی حضوری کے
حکم سے مستثنی ہیں؟ آپ کی تقریر کی رو سے ان کا مستثنی ہونا بھی ضروری ہے جیسا کہ
ظاہر ہے، یہ کسی موهوم جماعت استفاضہ نکلی جسکے آحاد افراد موجود فی المأمور بھی عام
شہود سے الگ قاضی کے یہاں حاضری سے بے نیاز خبر ہے۔

مکتب میں بڑے زور دار الفاظ میں خبر مستفیض کی بنا پر

تمہیدی کلمات کے بعد یہ کہا:

”کسی خبر کے خبر ہونے کے لئے یہ بھی ضروری نہیں کہ مجرم چہاں خبر
پہنچائے وہاں حاضر بھی ہو، وہ آکر سامنے خبر دے جب بھی خبر
ہے اور دور سے خبر دے جب بھی خبر ہے۔“

اس اخیر فترے کہ ”سامنے خبر دے جب بھی خبر“

بے اور دورے خبر وے جب بھی خبر ہے ” سے متعاق یہ عرض ہے کہ ہندو کا
یہ جزئیہ ملاحظہ کریں جو یوں ہے :

”ان کان بالسماء علۃ فشهادۃ الواحد علی هلال رمضان
مقبولۃ اذا کان عدلا مسلماعاقلابالغایر اکان او عبدا،
ذکرا کان او انشی، وكذا شهادۃ الواحد علی
شهادۃ الواحد و شهادۃ المحدود فی القذف بعد التوبۃ
فی ظاہر الروایة هکذا فی فتاوی قاضی خان واما
مستور الحال فالظاہر انه لا تقبل شهادته، وروی
الحسن عن ابی حنیفة رحمه اللہ تعالیٰ انه تقبل شهادتہ
وهو الصحيح کذا فی الصحیح ویہ اخذ الحلوانی کذافی
شرح النقاۃ للشیخ ابی المکارم وتقبل شهادۃ عبد علی
شهادۃ عبد فی هلال رمضان، وكذا المرأة علی المرأة ولا
تقبل شهادۃ المرأة ولا الدعوی ولا حکم الحاکم حتی انه لو شهد
الشهادۃ ولا الدعوی ولا حکم الحاکم حتی انہ لو شهد
عند الحاکم وسمع رجل شهادتہ عند الحاکم وظاہرہ
العدالۃ وجوب علی السامع ان یصوم ولا یحتاج الی حکم
الحاکم“ [ج ۱، ص ۷۴]

خبر کوشہادت سے تعبیر کرنے کی حکمت

یہاں چند باتیں مکتب کی موعید ہیں : ہلal رمضان میں ایک سردار عادل خواہ مستور
الحال مسلم عاقل بالغ کی شہادت مقبول ہے خواہ آزاد ہو یا غلام، اسی طرح ایک عورت
کی شہادت مقبول ہے اسی طرح ایک کی شہادت وسرے کی شہادت پر، اور ظاہرہ
الروایہ میں توہہ کے بعد اس کی شہادت بھی مقبول جس پر حدائق قائم ہوئی، اسی طرح

غلام کی شہادت غلام کی شہادت پر اور عورت کی شہادت عورت کی شہادت پر مقبول ہے اس لئے کہ یہ خبر ہے لہذا اس میں لفظ "أشهد" کی شرط نہیں، تدوینے کی شرط ہے، تھکن حکم حاکم کی شرط ہے۔ اخ

اب سوال یہ ہے کہ اس جگہ خبر کو پارہ متعبد جگہوں پر شہادت سے تعبیر کیا اس پر شہادت کا اطلاق کس قبیل سے ہے حقیقت ہے یا مجاز؟ مجاز ہے تو علاقہ مجاز کیا ہے؟ اب ذرا آخر فقرہ "سامنے خردے جب بھی خبر ہے اور دور سے خردے جب بھی خبر ہے" کو پیش نظر رکھ کے یہ بتایا جائے کہ کیا کسی کو یہ پہنچتا ہے کہ ہلال رمضان کی خبر گھر بینے قاضی کو دے دے اور مجلس قضاہ میں حاضر ہو کہ آخر یہ خبر ہے "سامنے خردے جب بھی خبر ہے اور دور سے خردے جب بھی خبر ہے" فاعتمرو ایسا اولی الایصار۔

جواب اگر اثباتات میں ہے تو بالدلیل بتایا جائے، نیز بتایا جائے کہ مخبر واحد میں جو شرطیں ذکر کی گئیں کہ عادل مسلم عاقل بالغ ہو، ان شرطوں کی تحقیق کیسے ہو گی اور اگر محمد و فی القذف ہے تو اس کی توبہ کا ثبوت بھی درکار ہے وہ یوں ہی کیسے حاصل ہو گا اور اگر جواب نقی میں ہے یعنی گھر بینے اس کی خبر نہ سی جائے گی تو کیا اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ یہ خبر مجرد خبر نہیں ہے بلکہ اسکی شہادت ہے اسی لئے مجاز اس پر شہادت کا اطلاق ہوا کہ جس طرح قاضی کے یہاں ادا ہوتی ہے یہ خبر بھی قاضی کے سامنے مخبر کو دینا لازم، اسی لئے یہ فرمایا:

"حتى انه لو شهد عند الحاكم و سمع رجل شهادته عند"

الحاكم و ظاهره العدالة و جب على السامع أن يصوم ولا

يحتاج الى حكم الحاكم"

کیا یہاں سے نہ کھلا کے اس خبر پر مادہ شہادت اور اس کے مشتقات کا اطلاق مجاز ایوں ہی بے فائدہ نہیں ہے بلکہ اس افادے کے لئے ہے کہ یہ خبر رنگ شہادت رکھتی

ہے لہذا جہاں "خبر" یا "یخیر" کام فقہا میں واقع ہو افہمائے ویگر کے کلام میں شہادت "شہد" وغیرہ اس خبر کی تفسیر ہیں، سبکی وجہ ہے کہ استفاضہ خبر کی اس صورت کو ہندیہ میں یوں تعبیر کیا:

"وان لم يكن بالسماء علمة لم تقبل الا شهادة جمع كثير
يقع العلم بخبرهم وهو مفوض الى رأى الامام من غير
تقدير هو الصحيح كذا في الاختيار شرح المختار
وسوء في ذلك رمضان وشوال وذو الحجة كذا في
السراج الوهاج، وذكر الطحاوى أنه تقبل شهادة الواحد
إذا جاء من خارج المصر وكذا اذا كان على مكان مرتفع
(الى أن قال) لكن في ظاهر الرواية لا فرق بين خارج
المصر والمصر" "

یہاں مجاز جمع کثیر کی خبر کو شہادت کہا اور اسی ہندیہ میں دوسری جگہ شہادت کی جگہ مطلق قول کا اطلاق فرمایا، چنانچہ اسی میں ہے: "وان كانت مصححة لا يقبل الا قول الجماعة كما في هلال رمضان" -

اب اس کے پیش نظر علامہ رحمتی کی عبارت دیکھئے جو یوں ہے: "معنی
الاستفاضة أن تأتى من تلك البلدة جماعات متعددون كل منهم يخیر عن

اہل تلك البلدة أنهم صاموا عن رؤية لا مجرد الشروع بالخ"

کیا "یخیر" کی جگہ "یشہد" نہیں کہا جاسکتا؟ ضرور کہا جاسکتا ہے، اس سے کیا مانع ہے؟ مختلف عبارات فقہا کو ایک معنی پر رکھنے کا تقاضا یہی ہے کہ یہاں "یخیر" کو "یشہد" کا قائم مقام سمجھا جائے جس طرح ہندیہ میں ایک جگہ "قول الجماعة"، "شهادة جمع کثیر" کے قائم مقام ہے کہ اس میں اپدائے وفاق اور رفع خلاف ہے، پھر یہاں علامہ رحمتی کی عبارت میں لفظ "تأتى من تلك البلدة"

جماعات" کیا اس پر قریب نہیں کہ بیان "یخبر" یعنی "یشہد" ہے۔ علامہ رحمتی کی عبارت میں کیا یہ دوسرًا قریب "لَا مُجْرِدُ الشَّهُوْعُ" ظنراً نداز کرنے کے فتاویٰ ہے؟ اور جب یہ ظنراً نداز کرنے کے قابل نہیں تو کیا اس کا یہ معنی نہیں کہ مجرد استقاضہ و شہرت کافی نہیں بلکہ تحقیق درکار ہے اور تحقیق کے لئے مجلس حکم میں حاضری ضرور، اب ہندی اور رحمتی کی عبارت کا ایک ہی مفاد ہے وہ یہ کہ مخبرین حکم شاہدین میں ہیں لہذا علامہ رحمتی کی عبارت میں "یخبر" کے بجائے "یشہد" رکھا جائے تو عبارت یوں ہوگی:

"مَعْنَى الْاسْتَفَاضَةِ أَنْ تَأْتِيَ مِنْ تِلْكَ الْمَلَدَةِ جَمَاعَاتٍ
مُتَعَدِّدَوْنَ كُلُّ مِنْهُمْ يَشْهُدُ عَلَى أَهْلِ تِلْكَ الْمَلَدَةِ أَنَّهُمْ
صَامُوا عَنِ رُوْيَاةِ الْخَ"

اگر ایک جماعت قاضی کے بیان بیان کرے کہ فلاں شہروالوں نے اس جگہ کے باشندوں سے ایک دن پہلے روزہ رکھا اور انہوں نے خود چاندنہ دیکھا ہو، نہ دیکھنے والوں کی شہادت پر شاہد ہوں، کیا قاضی ان کے بیان پر حکم کرو یا کہ کل عید ہے اور آن رات کی تراویح چیزوں دی جائیں گی؟ ہرگز نہیں یہکہ ضروری ہے کہ یہ لوگ یک زیان اپنادیکھنا بیان کریں یاد و سروں کی شہادت پر شاہد ہوں، ہندی میں ہے:

"ثُمَّ إِنَّمَا يَلْزَمُ الصُّومَ عَلَى مَا تَأْخِرَ الرُّؤْيَا إِذَا ثَبِّتَ عَنْهُمْ
رُوْيَا وَلَنْكَ بِطَرِيقِ مُوجَبٍ حَتَّى لَوْ شَهَدَ جَمَاعَةٌ أَهْلَ
مَلَدَةٍ قَدْ رَأَوْا هَلَالَ رَمَضَانَ قَبْلَكُمْ بِيَوْمٍ فَصَامُوا، وَهَذَا
الْيَوْمُ ثَلَاثُونَ بِحْسَابِهِمْ، وَلَمْ يَرْهُوا لِلْهَلَالِ لَا يَبْاحَ
فَطَرَغَدَ، وَلَا يَتَرَكَ التَّرَاوِيْحَ فِي هَذِهِ الْلِّيْلَةِ، لَاَنَّهُمْ لَمْ
يَشْهُدُوا بِالرُّؤْيَا وَلَا عَلَى شَهَادَةِ غَيْرِهِمْ وَإِنْسَاحُكُرَّرُؤْيَا
غَيْرِهِمْ" - [ج ۱، ص ۱۹۹]

کیا اب بھی تکھلا کر ہندیہ کی ہے عبارت علامہ رحمتی کی عبارت میں "یخمر" کا بیان ہے جسکی رو سے یہ متعین ہے کہ "یخمر" سے محدود حکایت اور حضن رویت کی خبر مراد نہیں بلکہ اس شہروالوں کی شہادت پر شہادت سے محدود حکایت اور حضن رویت کی خبر مراد نہیں بلکہ اس شہروالوں کی شہادت پر شہادت شروع بمعنی "یشہد" ہے۔ یہاں سے اس کا جواب ہو گیا کہ "خبر مستفیض" کی جو تشریع علامہ رحمتی قدس سرہ نے کی ہے اپنے عہد کے لحاظ سے کی ہے۔ اور جب اس خبر میں علامہ رحمتی قدس سرہ نے کی ہے اور شہادت میں ہر زمانے کا دستور جواب تک چلا آ رہا ہے کہ شہادت رنگ شہادت ہے اور شہادت میں ہر زمانے کا دستور جواب تک چلا آ رہا ہے کہ شہادت مجلس قاضی میں ادا ہوتی ہے تو علامہ رحمتی کی تعریفِ استفاضہ حضن اپنے زمانے کے لحاظ سے نہیں ہر زمانے کے لحاظ سے ہے۔

میلیونوں کی خبر کو پالائے طاق رکھنے ہندیہ کا جزئیہ "حتی لو شہد" جماعتہ-الخ، پھر یاد کیجئے، کیا اس کا صریح مفاد یہ نہیں کہ امور شرعیہ میں میلیونوں کی خبر تو کیا قاضی کے یہاں ایسی شہادت بھی نامعتبر، جس میں شہود نے نہ اپنی رویت پر شہادت دی نہ دوسروں کی شہادت پر شہادت دی، کیا اس کا صریح مفاد یہ نہیں کہ صورت استفاضہ میں بھی یہ لازم ہے کہ تجربین قاضی کے یہاں اپنی رویت کی شہادت دیں۔ (۱) یاد دوسروں کی شہادت پر شاہد ہوں کیا ایسی خبر رنگ شہادت سے جدا ہو سکتی ہے؟ اور جب رنگ شہادت سے جدا نہیں ہو سکتی تو کیا کسی زمانے میں بھی دستور شہادت بدلا جاسکتا ہے؟ نہیں، تو اعلیٰ حضرت کے زمانے اور اس زمانے کا فرق کیا میں؟ اور اس تفرقہ پر بنا کیا مفید؟ اور اس تفرقہ کے لئے کوئی ضرورت داعی؟ (۱) اب جیسے رمضان میں خبر واحد کی ادائیگی میں لفظ "أشهد" کہنا شرط نہیں مگر پھر بھی ایک تکنیک کے لحاظ سے خبر واحد کو مجاز اشہاد سے تعبیر کیا اسی طرح خبر مستفیض میں بدرجہ اولیٰ لفظ "أشهد" شرط نہیں مگر اسی نکتے کے لحاظ سے یہاں بھی "حتی لو شہد" کہا واد کیا ہے بھی کہ خبر کو ادائے خبر کے لئے شہود عند القاضی میں مقرر نہیں تو یہ خبر کیا بالکل

شہادت سے جدا ہے یا رنگ شہادت لئے ہوئے ہے اور خرستفیض میں بھی استفاضہ کیا
بوجی ہو جائے گا ہرگز نہیں بلکہ ضروری ہے کہ مخبرین اپنی روایت کی بیک زبان خبر دیں یا
اس شہروالوں کی روایت پر شہادت ادا کریں تاکہ یہ خبر مجرد حکایت نہ تھرے اس پر
عالمگیری کے جزویہ کا آخر فقرہ "لَا نَهِمْ لِمَا يَشَهِدُوا بِالرَّؤْيَاةِ وَلَا عَلَى شَهَادَةِ غَيْرِهِمْ
وَإِنَّمَا حُكْمُ الْوَارُونَيْةِ غَيْرِهِمْ" کیا یہ شہادت نہیں دے رہا ہے کہ مجرد خبر معجزہ نہیں بلکہ وہ
خبر معتر ہے جسے شہادت سے تعبیر کر سکیں کیا محل خبر میں شہادت بولنا بے محل و بے فائدہ
ہے پھر بمناسبت مقام یہاں ایک سوال فائدے سے خالی نہیں اگرچہ اس میں کسی
قدر گزشتہ کی تکرار ہے۔ سوال یہ ہے کہ عالمگیری کے جزویہ میں "لَوْ شَهَدَ جَمَاعَةٌ
أَنَّ أَهْلَ بَلَدٍ قَدَرَ أَوْ هَلَالٍ رَمَضَانَ قَبْلَكُمْ بِيَوْمِ الْخَ" آپ کی تقریر کی روشنی میں
قطعاً خرستفیض ہے کہ چند افراد کی خبر ہے۔ پھر کیوں فرمایا "لَا يَسْأَحْ فَطْرَغَدَ الْخَ"
حالانکہ اس جگہ خرستفیض بالفظ "شہد" ادا ہوئی، اب وہی سوال لوث کے آیا کہ خبر
مستفیض میں بھی استفاضہ کیا یوں ہی ہو جائیگا؟ کیا اس سے نکھلا کہ استفاضہ سے
مراد مجرد استفاضہ و اشتہار نہیں بلکہ استفاضہ شرعیہ مراد ہے جس کی رو سے خبر میں
شہادت کی طرح معنی الزام ہو جہاں "آخر" کی جگہ "شہد" بولنا صحیح ہوا اس جگہ
جماعت مخبرین کی پر نسبت "شہد" کہا گیا، پھر کیوں ان کی خبر پر عید کرنا حلال نہ ہوا
اسی لئے تاکہ یہاں خبر مجرد خبر ہے محض حکایت ہے، چنانچہ کہا "لَا نَهِمْ لِمَا يَشَهِدُوا
بِالرَّؤْيَاةِ وَلَا عَلَى شَهَادَةِ غَيْرِهِمْ وَإِنَّمَا حُكْمُ الْوَارُونَيْةِ غَيْرِهِمْ" اور حکایت میں معنی
الزام نہیں، لہذا اسی خبر مجملہ طرق موجہ نہیں، اگرچہ بالفظ شہادت ادا کی جائے پھر
سوال ہے کہ مخبرین اگر بیک زبان خود اپنی آنکھ سے چاند دیکھتا بیان کریں مانا جائے گا
اور لفظ "اشهد" کہنا شرط ہے وہاں لیکن ذرا محل تاویل میں "وَلَمْ يَشَهِدُوا عَلَى شَهَادَةِ
غَيْرِهِمْ" کے تصور دیکھ کے بتائیے کہ اگر مخبرین اس شہروالوں کی شہادت پر شہادت تے
دیں بلکہ یوں بیان کریں کہ فلاں شہروالوں نے چاند دیکھا ہے اس پر محلہ سابقہ "لَوْ"

شہد جماعت ان اہل بلدة قدر او اہل رمضاں قبلکم یہم ”صادق ہے جس پر یہ فرمایا ”لا بیاح فطر غد“ یہ دوسری صورت بھی خبر مستفیض کی ہے، جزوئیہ دیکھ کر بتایا جائے گیا یہاں جماعت کثیرہ کا مطلق بیان کافی ہے یا ان کی شہادت سے کام چل جائے گا یا شہادت علی الشہادت کی شرط ہے؟ کیا اب بھی نہ کھلا کر استفاضہ شرعیہ بالکلیہ شہادت سے جدا نہیں، ہكذا یعنی ان تفہم کل اساتھم والله الموفق یفہم من یشاء۔

ایک دوسرے کے سامنے ہونے کا مطلب

3G موبائل میں تصویر کشی کے ذریعہ ایک دوسرے کی جعلی تصویر دیکھنا ممکن ہے نہ کہ ایک دوسرے کا وبدوسامنے ہونا جس طرح آئینے کے سامنے دیکھنے والا ہوتا ہے، پھر کیا برلنڈر تسلیم اس صورت میں شہود کو حاکم کے یہاں حاضری سے مستثنی قرار دیا جائے گا صرف اتنا کافی ہو گا کہ اسکریں پروہ گواہ کافنوں دیکھ لے؟ اور جب صورت استفاضہ میں بھی یہ خبر رنگ شہادت سے جدا نہیں، اسی لئے اس صورت استفاضہ کو جا بجا باڑہ شہادت اور اس کے مشتقات سے تعبیر کیا، اسی لئے علامہ حسینی نے اس کی تعریف میں یہ فرمایا کہ ”ان تأتی من تلک البلدة جماعات متعددون -الخ“ تو اس پر اختلاف زمان و تبلیغ عہدگی بنا کس کو مسلم ہو سکتی ہے؟ اور دستور شہادت جو آج تک غیر مذہبی چہرے یوں میں بھی چلا آ رہا ہے کا بدلا جانا کس کو منظور ہو گا؟ امور شرعیہ میں یہ کیسے سنا جاسکتا ہے:

”لہذا شیلیفون اور موبائل پر اتنے لوگ خبروں میں جن پر جماعات متعددہ اور گروہ درگروہ صادق آئے اور قضی کو ظلم غالب ملحق بالیقین ہو جائے تو اس استفاضہ کا تحقیق ہو جائے گا جو شرعاً جحت ہے۔“

یہ استفاضہ محدثہ وہ استفاضہ فقہیہ حدیثیہ نہیں جس پر آپ حضرات کو بھی اب تک اتفاق تھا۔

پیش نظر ایک فتوے میں یہ عبارت درج ہے:

”مقامی طور پر مطلع ایر آلوو ہو تو قرب و جوار کے مقامات میں جہاں تک مطلع ایک ہو وہاں ایک جم غصیر نے چاند دیکھا ہو یا مختلف مقامات پر کثیر مجمع اور یہ خبر حد تو اتر کو پہنچ چکی ہو یعنی اس کی خبر اس قدر عام ہو جائے کہ اس کا کذب بخال ہو تو اس کو فتد کی اصطلاح میں خبر مستفیض کہتے ہیں“

سیمینار میں یہ فتویٰ تو شامل کر لیا، فتوے کی یہ عبارت دیکھ کر بتایا جائے کہ کیا انو موبائل کی خبر خبر متواتر ہو سکتی ہے؟ نیز فتوے میں کہا ہے:

”یا مطلع دیگر معتمد امامت پر بھی ایر آلوو ہونے کی صورت میں شرعی شہادت کی تجھیل کے بعد کسی ثقہ اور محترم ادمی نے شیلیقون پر اطلاع دی ہو دراں حالیکہ اس کی آواز پچانی جاتی ہو تو اس کی صحت و تصدیق کے بعد ایسی اطلاع کو قبول کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔“

اس دعوے پر الہر الرائق کا جزو یہ پیش کیا، ظاہر ہے کہ یہ صورت صاحب بحر الرائق کے زمانے میں تھی کہ دور دراز سے گھر بیٹھے آدمی خبر دے دے اور اس کی خبر کا تحقیق ہو جائے یہ صورت مستحکم ہے خاص اس صورت کا جزو یہ فتویٰ میں پیش نہ کیا اور مطلق تحقیق کو اس پر منتطبق کر دیا حالانکہ تحقیق کا یہ دستور نہ آج کا ہے، نہ کل یہ دستور تھا۔ فتوے کا اختتام اس عبارت پر ہوتا ہے:

”مقامی رویت ہمال کمیٹی مذکورہ بالا تمام امور کو پیش نظر رکھ کر اعلان کرے اور اس اعلان کی اطلاع ریڈیو، یائی وی وغیرہ سے نشر کی جائے تو اس پر عمل کرنے میں کوئی معاکِفہ نہیں۔“

کیا دور دراز مقامات میں بھی اس اعلان کا اعتبار ہوگا یا اس مقام کے قرب و

جو اس میں وہ اعلان معتبر ہو گا؟

کتاب القاضی کی بحث اور اعلان روایت کے حدود

کتاب القاضی الی القاضی کے بارے میں سیدنا اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہنے

مندرجہ ذیل تصریح فرمائی:

”کتاب القاضی الی القاضی“، یعنی قاضی شرع جسے سلطان اسلام نے فصل مقدمات کے لئے مقرر کیا ہواں کے سامنے شرعی گواہی گزرنی اس نے دوسرے شہر کے قاضی شرع کے نام خط لکھا کہ میرے سامنے اس مضمون پر شہادت شرعیہ قائم ہوئی اور اس خط میں اپنا اور مکتوب الیہ کا نام و نشان پورا لکھا جس سے امتیاز کافی واقع ہوا اور وہ خط و گواہ ان عادل کے سپرد کیا کہ یہ میرا خط قاضی فلاں شہر کے نام ہے وہ باحتیاط اس قاضی کے پاس لائے اور شہادت ادا کی کہ آپ کے نام یہ خط فلاں قاضی شہر نے ہم کو دیا اور ہمیں گواہ کیا کہ یہ خط اس کا ہے اب یہ قاضی اگر اس شہادت کو اپنے مذہب کے مطابق ثبوت کے لئے کافی سمجھتے تو اس پر عمل کر سکتا ہے (اور بہتر یہ ہے کہ قاضی کا تب خط لکھ کر ان گواہوں کو ستادے اس کا مضمون بتا دے اور خط بند کر کے اس کے سامنے سر بھر کر دے اور اولیٰ یہ کہ اس کا مضمون ایک کھلے ہوئے پرچے پر الگ لکھ کر بھی ان شہادوں کو دے دے کہ اسے یاد کرتے رہیں یا آکر بھی گواہی دیں کہ خط میں یہ لکھا ہے اور سر بھر خط اس قاضی کو حوالہ کریں یہ زیادہ احتیاط کے لئے ہے ورنہ خیر اسی قدر کافی ہے کہ دو مردوں یا ایک مرد و عنقرتیں عادل کو خط پر کر کے گواہ کر لے اور وہ یہ احتیاط یہاں لا کر شہادت دیں) بغیر اسکے اگر

خط و اک میں وال دیا یا اپنے آدمی کے ہاتھ پیچ دیا تو ہرگز مقبول نہیں اگرچہ وہ خط اسی قاضی کا معلوم ہوتا ہے اور اس پر اسکی اور اس کے محکمہ قضاۓ کی مہربھی لگتی ہو۔ (فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۵۵۲، ۵۵۳)

اعلیٰ حضرت کی تصریح سے صاف ظاہر ہے کہ کتاب القاضی الی القاضی یا الاستقال جھٹ شرعیہ نہیں بلکہ شہادت شرعیہ سے مشروط ہے اسی لئے قاضی کا خط بقدر یعنی ذاک یا قاضی کے فرستادہ کے ہاتھ سے دوسرے قاضی کو پہنچ تو ہرگز مقبول نہیں، تو قیکس، ای میل وغیرہ بائزرا کتاب القاضی الی القاضی کیسے ہو جائیں گے؟ حالانکہ آپ ہی نے مانا کہ اس کے واجب العمل ہونے کے لئے وہی شرط درکار ہو گی۔ پھر شہادت شرعیہ کی شرط سرے سے کیوں اڑا دی؟ اور امام ابو یوسف کا مفتی ہے قول چھوڑ کر ایک روایت غیر مقبولہ جو شافعیہ میں بھی ایک عالم کا مفرد قول ہے مناطق اجماع کی فکر میں اختیار کر کے خرق اجماع کیوں کیا؟ روایت پر شہادت گزرتا یوجہ دوری محدث رہی سبی لیکن یہ کب ضروری ہے کہ جس دن کسی جگہ چاند ہو جانے کی وجہ سے روزہ یا عید ہوا اسی دن دوسری جگہ بھی ہو جائے اگرچہ نہ چاند دھاٹی دے شروعیت بطریق شرعی ثابت ہو، ہرگز یہ ضروری نہیں تو غیر ضروری کو ضروری فرض کر لیتا اور اس حیلے سے مذہب معتمد سے عدول کون مسا اصول ہے؟

کتاب القاضی بھی نقل شہادت میں شہادۃ علی الشہادۃ کے مشاپہ ہے اس لئے اس کا حکم بھی یہی ہو گا یعنی ضروری ہو گا کہ قاضی کا مکتوب بعد تحقیق شرط مطلوب گواہان عدول لے کر دوسرے قاضی کے پاس جائیں، ورنہ یہ نقل شہادت نہ ہو گی، یہ سب کچھ قول مفتی ہے پر ہے۔ اب اگر یہ بھی مختار ہے اور اصطخری شافعی وغیرہ کا قول مرجوح بھی، تو یہ صاف تلفیق کی صورت ہے اور جمیں انقضیں ہے۔ تم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس جگہ اپنے فتوے کی نقل درج کریں جو ہم نے مفتی شرشاد احمد برکاتی زیل لیڈی اسمحتہ جنوی افریقہ کے سوال پر ارقام کر دیا۔

نقل سوال مع جواب درج ذیل ہے:

بخدمت اقدس، حضور تاج الشریعہ مفتی محمد اندر رضا خاں از ہری صاحب قبلہ
جانشین حضور مفتی عظیم ہند..... السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته
کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متن مسائل ذیل میں کہ:
ساڑتھ افریقہ آنحضرت صوبوں پر مشتمل خط استواء سے جنوب میں واقع ہے، اس کا
طول البلد ۱۸ درجہ جنوبی سے ۳۳ درجہ شرقی تک اور عرض البلد ۲۲ درجہ جنوب
سے ۳۶ درجہ جنوبی تک وسیع و عریض ہے۔

اکثر سعودی عرب میں چاند کا اعلان ایک دن
پہلے کبھی دو دن پہلے ہو جاتا ہے، مشرق وسطی کے ممالک بھی اسے قبول
کر لیتے ہیں امریکہ، افریقہ و یورپ میں ان کے عقیدت مندوں بھی اسے فوراً مان لیتے
ہیں۔ پھر ریڈ یو، ٹی وی، انٹریٹ وغیرہ پر زوردار اعلان کر کے مسلمانوں کے نمائندہ
بن جاتے ہیں، ملکی اخبارات و میڈیا بھی ان کے اعلان کے مطابق عید وغیرہ کا اعلان
کر دیتے ہیں جس کے سبب خوش عقیدہ سنی مسلمانوں کے لئے کئی دشواریاں پیش آتی
ہیں اور یہ خود کئی حصوں میں بٹ جاتے ہیں۔

کچھ تو وہ ہیں جو وہا بیوں کے اعلان پر دانتے یا تادانتے رمضان و عید کر لیتے ہیں
دوسرے وہ لوگ ہیں جو ان کے اعلان پر عید نہیں کرتے، مگر دیوبندی جمیعۃ العلماء کے
اعلان پر عید کر لیتے ہیں۔ تیسرے وہ کسی افراد ہیں جو صرف اپنے شہر کے علماء کے
اعلان پر عید کرتے ہیں ان کی عید کبھی کبھی سعودیوں کی عید سے دو دن بعد اور ملک میں
عام لوگوں کی عید سے ایک دن بعد ہوتی ہے۔ اہل سنت کے اس انتشار و تقسیم سے
جماعتی سُلطُن پر ہمارا بڑا انتقام ہوتا ہے۔

دوسری دشواری، سنی ملاز میں و طلاق کو چھٹی لینے میں

ہوتی ہے، کیوں کہ ملک کا امیر یا ایک دن پہلے عید کا اعلان کر چکا ہوتا ہے اس لئے وہ ان کی باتوں پر تقین نہیں کرتے یا یہ لوگ ان کو قاعدے سے سمجھنا نہیں پاتے کہ ہماری عید ایک دن بعد کیوں ہے۔

تیسرا دشواری ائمہ و علماء کو ہوتی ہے کہ ان کی عوام ان کی بات نہیں مانتی، بلکہ بھی کبھی خود مساجد کی کمیٹیاں بھی ائمہ کی اطاعت نہیں کرتیں اور وہ از خود اپنی مسجد میں اعلان کر دیتی ہیں۔

چونکہ ہر سال یا اکثر رمضان، عید الفطر، عید الاضحیٰ کے موقع پر پورے ملک میں انتہائی سورش اور جھگڑا المراٹی ہو جایا کرتی ہے حتیٰ کہ عوام، علماء کے قابو میں نہیں رہتی، روزہ الگ چھوڑتی اور توڑتی ہیں، عید کی تماز تک قبل از وقت پڑھ لیتی ہیں۔ عوام کے ایمان کی سلامتی کے لئے کیوں نہ پورے ملک کی رویت ہلال کیمیٹی تخلیل دی جائے اور کم از کم اپنے اہل سنت متعدد ہیں، وہابی اور دیوبندی کی اقتداء کریں۔

اس صورت حال کے پیش نظر حسب ذیل سوالات و ریافت طلب ہیں:

سوال نمبر (۱) پورے ملک کے اہل سنت کے علماء کے اتفاق سے کسی ایک سنی عالم کو پورے ملک کا چیزیں (حاکم) بنایا جائے اور اس سنی صحیح العقیدہ عالم دین کی تحقیق رویت ہلال کے بعد اس کے شرعی اعلان پر پورے ملک کے اہل سنت رمضان و عید وغیرہ کریں۔ تو سنی علماء کے وفاق سے ایک سنی صحیح العقیدہ عالم دین کو پورے ملک کا چیزیں بنانا اور اس کے اعلان شرعی پر پورے ملک کے مسلمانوں کا عمل کرنا شرعاً درست ہے یا نہیں؟ زید کا کہنا ہے کہ پورے ملک کا ایک حاکم مقرر کرنا درست اور صحیح ہے۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا قادری رضی اللہ عن فتاویٰ رضویہ میں حدیقتہ ندیہ کے حوالے سے تحریر فرماتے ہیں: "اذا خلا الزمان من سلطان ذی کفایة فالامور مذکولة الى العلماء ويلزم الامة الرجوع اليهم ويصيرون ولادة فإذا عسر جمعهم على واحد استقل كل قطر بتابع علمانه فان كثروا فالمتبع أعلاه

فان استوا اقرع بینهم ” -

ترجمہ: جب زمانہ ایسے سلطان سے خالی ہو جو معاملات شرعیہ میں کفایت کر سکے تو شرعی سب کام علماء کے پردوں گے اور مسلمانوں پر لازم ہو گا کہ اپنے ہر معاملہ شرعی میں ان کی طرف رجوع کریں وہ علماء قاضی و حاکم سمجھے جائیں گے۔ پھر اگر سب مسلمانوں کا ایک عالم پر اتفاق مشکل ہو تو ہر ضلع کے لوگ اپنے علماء کا انتباہ کریں اگر ضلع میں زیادہ عالم ہوں تو جو سب میں زیادہ احکام شریعت کا علم رکھتا ہو اس کی بیروی ہو گی اور اگر علم میں برابر ہوں تو ان میں قر عذالیں ” -

امام اہلسنت سے منقول اس جزئیے سے ثابت ہوتا ہے کہ اگر ملک کے تمام ضلع کے لوگ کسی ایک عالم پر متفق ہو جائیں تو مسلمانوں پر لازم ہو گا کہ اپنے ہر معاملہ شرعیہ میں ان کی طرف رجوع کریں۔ وہی عالم، قاضی و حاکم اور سلطان اسلام سمجھا جانے گا اور شرعی سب کام اسی کے پردوں گے۔ اس سے پورے ملک کا ایک قاضی و حاکم بنانے کا جواز نکلتا ہے۔

اسی طرح پورے ملک کی مرکزی رویت ہلال کمیٹی بنانے کے جواز کے قائل حضرت مولانا مفتی وقار الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی تھے بلکہ وہ ایک زمانہ میں پاکستان کی مرکزی رویت ہلال کمیٹی میں شامل بھی رہ چکے ہیں، وہ لکھتے ہیں کہ: ”مرکزی رویت ہلال کمیٹی شرعی طور پر شہادت لے کر جب اعلان کر دیگی تو وہ اعلان پورے ملک کے لئے ہو گا ” - [وقار التناوی، ج ۲، کتاب الصوم، ص ۳۴۰]

سواد نمبر (۲) مرکزی رویت ہلال کمیٹی یا اس کا چیزیں، ثبوت شرعی فراہم ہونے کے بعد پورے ملک میں شیلیفون، فیکس، انٹریٹ وغیرہ کے ذریعہ اعلان کرے تو اس کا یہ اعلان معتبر ہو گا یا نہیں؟ زید کا کہنا ہے کہ فقہاء نے جو تصریح فرمائی کہ شیلیفون، خطوط، اخبار اور یہ یہ وغیرہ کے ذریعہ رویت ہلال کی خبریں غیر معتبر ہیں، بلاشبہ یہ حق ہے کیوں کہ وہ اپنے طور پر اس طرح کی خبریں شائع کرتے رہتے ہیں ت وہ اعلان،

شریعی تحقیق کے بعد ہوتا ہے نہ حاکم شرع کے حکم سے، اس لئے ایسا اعلان معین نہیں، لیکن اگر وہ اعلان حاکم شرع کے حکم سے ہو تو اس کے احکام اس سے مختلف ہوں گے۔ کیا یہ بات مسلم نہیں کہ قاضی شرع کے حکم سے اعلان روایت کے لئے جو توپ داغی جاتی ہے، وہ معین ہے، لیکن سلطان اسلام یا قاضی شرع کے حکم کے بغیر کوئی شخص از خود اتنیں ۲۹ مرداد ایامِ عید کے اعلان کے لئے توپ چھوڑ دے تو کیا اس کا اعتبار ہوگا؟ ہرگز نہیں، یا کوئی ایک شخص چاند لیکھ کر حاکم شرع کے فیصلے سے پہلے ہی یا اس کے حکم کے بغیر پورے شہر میں اعلان کرتا پھرے کر کل عید ہے۔ ہرگز معین نہیں ہوگا۔ لیکن سلطان اسلام یا قاضی کے فیصلے کے بعد اعلان کرے تو معین ہوگا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص از خود پر چلکھ کر پورے شہر میں تقسیم کرے کہ کل عید ہے۔ معین نہیں، کیوں کہ خطوط سے روایت کا ثبوت نہیں ہوگا، لیکن اگر بھی خط یا پرچہ ثبوت شرعی کے بعد سلطان یا قاضی کے حکم سے لکھ کر شہر میں تقسیم کیا جائے تو معین ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ اپنے زمانہ میں جب روایت ثابت ہو جاتی تو خود پرچہ لکھ کر شہر میں تقسیم کراتے۔

[فتاویٰ رضویہ چہارم ص ۵۳۲]

اگر باب روایت میں خطوط کا مطلقاً اعتبار نہ ہوتا تو کیوں پرچے لکھ کر تقسیم کرے جاتے؟ کیوں کہ یہ شبہ دہاں بھی پایا جاتا ہے کہ وہ پرچہ سیدی اعلیٰ حضرت کی طرف سے نہ ہو، کسی اور نے ان کے نام سے لکھ کر تقسیم کیا ہو جیسا کہ فقہاء تصریح فرمائی۔ الخط یشبہ الخط فلم يحصل العلم (الاشباہ والظواہر) خط خط کے مشاہد ہوتا ہے، لہذا اس سے علم حاصل نہ ہوگا، ظاہر ہے یہ خطوط قاضی کی تقاضے سے پہلے حکم قضایا صادر کرنے کے سلسلے میں معین نہیں نہ کہ فیصلہ صادر ہونے کے بعد اعلان کے لئے، ورنہ کیے سیدی اعلیٰ حضرت اعلان روایت کے خطوط تقسیم کراتے اور اس کا اعتبار کرتے۔

فتاویٰ رضویہ شریف جلد چہارم میں ہے: ”لا يقضى القاضى بذالك عند المسازعة لأن الخط مسايز و يفتعل“.

[رد السحتار]

قاضی جھگڑے کے وقت اس پر فیصلہ نہ کرے کیوں کہ خط میں کسی کی طرف

چھوٹ متشوپ کیا جا سکتا ہے اور بنا لیا جاتا ہے۔

لہذا اب اگر رویت ہال کمی کا چینہ میں (حاکم) شیوت رویت کے بعد اپنی تحریر، شیوت رویت کے اعلان کے لئے پورے ملک میں جواں کے دائرہ عمل اور حدود قضا میں ہے تقسیم و ارسال کرے یا فون و فیکس و ای میل کرے تو اس کا اعتبار کیوں نہ ہوگا؟

سوال نمبر (۳) اگر کسی عالم کا ایک شہر میں شیفیون اور پرچہ وغیرہ تقسیم کر کے اعلان کرنا شیوت رویت کے بعد معتر ہے تو دیگر بلاد میں کیوں نہ معتر ہوگا جبکہ وہ دیگر بلاد بھی اس حاکم شرع کے دائرہ عمل اور حدود قضا کے اندر ہوں اور اتنی دوری پر ہوں کہ شک و شبہ کی صورت میں کار، یا ہیلی کا پڑھ وغیرہ کے ذریعہ جا کر قصد لیکر رکتے ہوں۔ بنو اتو جروا۔

المستفتی: شمساڈ احمد مصباحی

خادم تدریس و افتاء، وارالعلوم قادر یہ غریب نواز،

لیڈی اسحق، ساو تھا افریقہ

بسم الله الرحمن الرحيم

الجواب: زید کا قول صحیح ہے۔ پورے ملک کا ایک حاکم ہو سکتا ہے۔ یونہی قاضی القضاۃ بھی مقرر کیا جاسکتا ہے لیکن اس کا مطلب یہ ہیں کہ ملک کے سب سے بڑے حاکم یا قاضی القضاۃ کے دیگر بلاد اور مقامات میں اس کے نواب، امراء اور نائب قاضی نہ ہوں اور حاکم یا قاضی کا حکم یونہی تمام بلاد کے عوام کو پہنچ جائے بلکہ ہر زمانہ کا یہ دستور رہا اور اب تک یہ دستور چلا آ رہا ہے کہ حاکم اسلام کے ہر ہر جگہ نواب اور اس کے مقرر کردہ قاضی ہوتے ہیں جن کو اس کا حکم پہنچتا ہے اور ہر جگہ کا والی اور قاضی اس کے حکم کو عوام پر نافذ کرتا ہے، جس طرح تمام ملک کا ایک حاکم یا قاضی مقرر کرنا ممکن

ای طرح ”مرکزی رویت ہال کیئی“ بھی قائم کی جا سکتی ہے، مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہو سکتا کہ ملک کے اور شہروں میں اصلاح رویت ہال کیشیاں نہ ہوں اور عوام از خود ایک ہی اعلان پر ہر شہر میں عمل کر لیں اور جب یہ امر اپنی جگہ مسلم ہے کہ سب سے بڑے حاکم کے ماتحت اور بلاد میں حکام اور سب سے بڑے قاضی کے تحت اور بلاد میں قضاء ہوتے ہیں تو امور قضاء ہر ہر شہر میں ان قضاء کو مفوض ہوں گے اور وہی سب سے بڑے حاکم یا قاضی کے فیصلے کو شرط قضا کے متحقق ہونے کے بعد عوام پر نافذ کریں گے اور شرط قضا متحقق نہ ہوں تو ان نائین کے نزدیک اس کا حکم متحقق اور قابل عمل ہی نہ ہو گا جچے جائیکہ اس کو وہ عوام پر نافذ کریں۔

عالیٰ سری میں ہے:

”ذکر فی کتاب الأقضیة ان کتب الخلیفة الی قضاته
اذا كان الكتاب فی الحكم بشهادة شاهدین شهدما عنده
بمنزلة كتاب القاضی الی القاضی لا يقبل الا بالشرانط
التي ذكرناها وأما كتابه آنه ولی فلانا أو عزل فلانا
فيقبل عنه بدون تلك الشرائط ويعمل به المكتوب اليه
اذا وقع فی قبله أنه حق و يمضی عليه“ [ج ۳ ص ۳۹۶]

ہمارے جزئیے سے دستور مذکور کا ثبوت ہم پہنچا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سلطان اسلام کا حکم نامدد و مرے شہر میں کسی قاضی کے لئے کچھ شرائط پر قابل عمل ہوتا ہے اور کس صورت میں کتاب القاضی الی القاضی کے درجہ میں ہو گا یہ بھی ظاہر ہوا پھر مخفی نہ رہے کہ کتاب القاضی الی القاضی کے بارے میں یہ تصریح ہے کہ اس کا ثبوت اجماع سے برخلاف قیاس ہے۔

اگر ہندیہ میں ہے:

”يجب أن يعلم أن كتاب القاضى الی القاضى صار حجة“

شرعًا في المعاملات بخلاف القياس لأن الكتاب قد يُفْتَحُ وينزَّلُ وخط يشبه الخط والخاتم يشبه الخاتم ولكن جعلناه حجة بالاجماع ولكن إنما يقبله القاضي المكتوب إليه عند وجود شرائطه ومن جملة الشرائط البينة حتى أن القاضي المكتوب إليه لا يقبل كتاب القاضي مالم يتمت بالبينة أنه كتاب القاضي“ -

[ہندی، ج ۲، ص ۳۸۱]

یہی وجہ ہے کہ کتاب القاضی ایلی القاضی بشرط شہادت شرعیہ و تحقیق دیگر شرائط مقبول ہے مگر رسول قاضی مقبول نہیں۔ اس جگہ اس امر کا خاص جزو یہ نقل کرنے کے بھیائے مناسب سمجھتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ سے ایک تنبیہ ضروری نقل کروں جو فوائد مہم پر مشتمل ہے جس سے فیکس وغیرہ کو کتاب القاضی پر قیاس کرنے کا حال بھی کھلتے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

تعجب چیز ایم۔ علام اصرار ح فرماتے ہیں کہ دوسرے شہر میں بد مرید خط خبر شہادت دینا صرف قاضی شرع سے خاص ہے سلطان نے فصل مقدمات پر واٹی فرمایا ہو یہاں تک کہ حکم کا خط مقبول نہیں۔

درختار میں ہے: ”القاضی یکتب ایلی القاضی و ہونقل الشہادة حقیقتہ ولا یقبل من حکم بدل من قاضی مولیٰ قیتل الامام-الخ“ ملقط۔ فتح میں ہے: ”هذا النقل بمنزلة القضاء ولهمذا لا يصلح الا من القاضی“ غير قضاء تو یہیں سے الگ ہوئے، رہے قاضی تو ان کی نسبت صریح ارشاد کہ اس بارے میں نامہ قاضی کا قبول بھی اس وجہ سے ہے کہ صحابہ و

تابعین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم السلام: تابعین نے برخلاف قیاس اس کی اجازت پر اجماع فرمایا ورنہ قاعدة یہی چاہتا تھا کہ اس کا خط بھی انہیں وجہ سے جواد پر گزریں مقبول نہ ہو، اور پر ظاہر ہے کہ جو حکم خلاف قیاس مانا جاتا ہے مورد سے آگے تجاوز نہیں کر سکتا، اور دوسری جگہ اس کا اجر اجنس باطل و فاحش خطا، پھر حکم قبول حد سے گزر کرتا رہک پہنچنا کیوں کر رہا؟ ائمہ دین تو یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ: اگر قاضی اپنا آدمی بھیجے بلکہ بذات خود ہی آکر بیان کرے کہ میرے سامنے گواہیاں گزریں ہرگز نہ شیں گے کہ اجماع تو صرف دوبارہ خط منعقد ہوا ہے یا امام اپنی و خود بیان قاضی اس سے جدا ہے، امام علامہ محقق علی الاطلاق ”شرح بدایہ“ میں فرماتے ہیں: ”الفرق بین رسول القاضی و کتابہ حیث یقبل کتابہ ولا یقبل رسولہ فلان غایہ رسولہ ان یکون کنفسہ و قدمنا آنہ لو ذکر مافی کتابہ لذلک القاضی بنفسہ لا یقبله و کان القياس فی کتابہ کذالک إلا آنہ أجزیز باجماع التابعین علی خلاف القياس فاقتصر علیہ“۔ [غاؤی رضوی جلد چارم ص ۵۲۵-۵۲۶]

یہاں سے ظاہر ہوا کہ کتاب القاضی کا ثبوت بالاجماع برخلاف قیاس ہے اور جو چیز خلاف قیاس ثابت ہو وہ اپنے مورد پر مختصر رہے گی، اس پر قیاس جائز نہیں جیسا کہ سطور بالا میں مفصلًا گزرا اور فتح القدر سے اس کا جزئیہ بھی منقول ہوا ”فتح القدر“ کے مندرجہ بالا جزئیہ سے یہ بھی ظاہر ہوا کہ اسی فتح القدر کا وہ جزئیہ جو کشف پر دے کے پیچے چھپے ہوئے کسی شخص کی آوازن کر گواہی دینے سے متعلق ہے جس کی عبارت یوں ہے:

”ولرسع من دراء حجاب کشف لا يشف من وراء“ لا

يجوز له ان يشهد ولو شهد و فسره للقاضى بأن قال
سمعته باع ولم ارشحه حين تكلم لا يقبله لأن النغمة
تشبه النغمة إلا اذا أحاط بعلم ذالك لأن المسوغ هو
العلم غير أن روته متكلما بالعقد طريق العلم به فإذا
فرض تحقق طريق آخر جاز ” [فتح القدير ج ۶ ص ۳۶۳]

وهذا صورت سے متعلق نہیں، تو جزئیے اس پر منطبق نہیں، اس سے قطع نظر کر
کتاب القاضی کا ثبوت برخلاف قیاس ہے، اسی فتاویٰ رضویہ سے فتح القدیر کے اس
جزئیے کے مضمون سے متعلق ائمہ کا یہ فیصلہ بھی سن لیجئے جو یوں اسی فتاویٰ رضویہ میں
منقول ہوا: تمیین الحقائق پھر فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”لو سمع من وراء الحجاب لا يسعه أن يشهد لاحتمال
أن يكون غيره إذا لفظه تشبه النغمة إلا إذا كان في
الداخل وحده ودخل وعلم الشابد أنه ليس فيه غيره ثم
جلس على السلك وليس له مسلك غيره فسمع إقرار
الداخل ولا يراه لانه يحصل به العلم وينبغى للقاضي أن
فسر له ان لا يقبله“ [فتاویٰ رضویہ جلد چہارم ص ۵۲۹]

اور اگر فتح القدیر کا جزئیہ مذکورہ سے بوج استثناء مذکور بعلت احاطہ علم شیلیفون کی
خبر کو معین ہونا مقصود ہے تو بھی یہ جزئیے اس صورت پر منطبق نہیں کما ہو ظاہر اور اس کا
مختلف قیہ ہونا تمیین الحقائق اور عالمگیری کے جزئیے منقولہ سے آشکار ہے اسی فتاویٰ
رضویہ میں دربارہ شیلیفون فرمایا:

”شیلیفون دینے والا اگر سنتے والے کے پیش نظر نہ ہو تو امور
شرعیہ میں اس کا کچھ اعتبار نہیں، اگرچہ آواز پہچانی جائے کہ آواز
مشابہ آواز ہوتی ہے۔ اگر وہ کوئی شہادت دے معتبر نہ ہوگی اور

اگر کسی بات کا اقرار کرے تو سنتے والے کو اس پر گواہی دینے کی اجازت نہیں، ہاں اگر وہ اس کے پیش نظر ہے جسے وو بدو آمنے سامنے سے تجیر کرتے ہیں یعنی اس کی دونوں آنکھیں اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے ہوں، ایک دوسرے کو دیکھ رہا ہو اور شیلیفون کا واسطہ صرف یوجہ آسانی آواز رسانی کے لئے ہو کر اتنی دور سے آواز پہنچنا اور شوار تھا تو اس صورت میں اس کی بات جس حد تک شرعاً معتبر ہوتی اب بھی معتبر ہو گی مثلاً خود اپنی رویت کی شہادت ادا کرے تو مانی جائے گی اگر وہ مقبول الشہادۃ ہے۔

[افتتاحی رضویہ جلد چہارم ص ۵۲۸-۵۲۹]

جباں تک سائل فاضل نے فیکس، شیلیفون وغیرہ کے متعلق ذکر کیا ان میں سے اکثر باتوں کا جواب روشن اور بعض باقی کا جواب اسی سے ظاہر، وہ سائل فاضل نے پرچے کو جوڑ کر کیا اس کے متعلق خود فتاویٰ رضویہ کے یہ کلمات دیکھیں، اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کا جواب میخ سوال اس جگہ مرقوم ہوتا ہے:

”سوال حضرت مولا تا السلام علیکم ورحمة الله وبرکاتہ!

معروض خدمت شریف ہے کہ جناب والا کا ایک مختصر سا پرچہ جس پر جتاب کی مہر لگی ہوئی ہے اور ایک سطر میں یہ عبارت مرقوم ہے (میرے سامنے شہادتیں گزر گئیں کل جمع کو عید ہے) خاکسار کو موصول ہوا اس کے متعلق فتویٰ شرعی دریافت طلب ہے کہ جس جگہ یہ پرچہ پہلو پنج تو وہاں کے لوگوں کو جمع کو عید کرنا لازم تھی یا نہیں؟ اور روزے توڑ دینا ضرور تھے یا نہیں؟ اور اس کی عام تفسیر اور دیگر بلا و میں اشاعت سے کیا متفاوت تھا؟ بنیو اتو جروا الجواب: وہ پرچے ویگر بلا و میں نہ بھیجے گئے، تقسیم کرنے والوں

نے ائیشن پر بھی دیئے، ان میں سے کوئی لے گیا ہوگا، بعض لوگوں نے چیلی بھیت کے واسطے چاہا اور ان کو جواب دے دیا گیا کہ جب تک دو شاہد عادل لے کرنے جائیں پرچے کافی نہ ہوگا اور یہاں بعد کوئی کوئی کوئی بھیجے جاتے۔ واللہ تعالیٰ اعلم،

(جلد چہارم ص ۵۳۲)

سینے سے یہ ظاہر ہوا کہ وہ پرچے شہر اور قرب و جوار شہری کے لئے تھے، شہر سے قریب دوسرے شہر کے لئے بھی معابر نہیں ہیں، یہی جواب توپ پر قیاس کا ہے کہ توپ کا اعتبار بعد تحقیق روایت والی شہر کے حکم سے محض شہر اور حوالی شہر تک محدود رہے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ قاله بفمه و أمر بر قمه۔

فقیر محمد انحر رضا قادری از ہری غفرانہ

اعلان روایت کے حدود میں توسعیں کی بحث

اس جواب میں اجمانی طور پر کتاب القاضی الی القاضی شیلیفون وغیرہ سب پر گفتگو ہو چکی اعلان کے متعلق اتنا اور کہنا ہے، غالباً کتب مذہب میں اس کی صراحت نہیں ملتی کہ سلطان اسلام یا قاضی القضاۃ کا اعلان سارے جہاں کے لئے کافی ہے۔ توپ وغیرہ امارات ظاہرہ پر قیاس کا جواب گزرانج الباری تحقیق المحتاج وغیرہ کتب شافعیہ اپنے مذہب کی کتب تھیں، اور انہوں نے جو استثناء یا اس الفاظ ذکر کیا "الآن یشیت عند الامام الاعظم فیلزم الناس کلهم لأن الملاد فی حقه كالبلد الواحد" اس میں وجہ الزام مفسر نہ ہوئی کہ کس طریقے سے وہ سب کو لازم کریگا، براہ راست، اگر براہ راست تو کس ذریعے سے اور وہ ذریعہ مبدأ سے ملتی تک اس کے قبضے میں ہوگا اور اس پورے سلسلے میں اسے اپنے قبضے میں رکھنے کا وہ کیا بندوبست کریگا؟ اور اگر باطریقہ نواب و ولادہ و امراء، تو کوئی شروط ملحوظ ہوں گی؟

اس سے قطع نظر ریڈ یو وغیرہ سے ایسا اعلان عام اس ملک میں متصور نہیں اس کی

بخت اس جگہ ہے فائدہ ہے شرع کا قاعدہ ہے "الامور بمقاصدھا" لہذا اگر یہ یوں
وغیرہ سے اعلان عام کے معتبر ہونے کی ان بادمیں یہ تمہید ہے تو یہ امر سخت ہولناک و
شدید ہے۔ ہمارے پاس عالمگیری کا جزو نہ ہے اس کی عبارت یوں ہے:

"ذکر فی کتاب الأقضییة ان کتب الخليفة الی قضاته"

اذا کان الكتاب فی الحكم بشهادۃ شاہدین شهدا عنده

بمتزلة كتاب القاضی الی القاضی لا یقبل الا بالشراط

التي ذكرناها - الخ"

اس میں "ان کتب الخليفة الی قضاته" کے بعد "ففیه تفصیل" یعنی
ہے جو بریکٹ میں درج ہے، بریکٹ میں درج ہونے سے یہ خیال ہوتا ہے کہ اسے
نائل نے ایہام پیدا کرنے والے انداز میں اصل عبارت میں رکھ دیا۔ کیونکہ با
اوقات کتابوں میں مصنف کے اصل کلمات بھی بریکٹ میں آ جاتے ہیں۔ اب اگر کسی
نحو میں وہ لفظ ہے جو بریکٹ میں درج ہوا تو صحیح نقل کی جائے اور اگر نہیں تو یہ اضافہ
اصل عبارت سے متصل اس ایہام کے ساتھ ہے، وہاں چاہئے تھا بلکہ اس سے پہلے کوئی لفظ
لاتے جو صاف تحریر و تصرف کا پڑا دیتا اور اس سے یہ ایہام زائل ہوتا کہ "ففیه
تفصیل" اصل عبارت مصنف ہے، اور یہ ایہام ٹھیک ہی زائل کر دیتے۔

جو وستور، قدیم سے سلاطین اسلام میں رہا اس پر ہم نے اپنے فتویٰ میں روشنی
ڈالی اور عالمگیری کا جزو یہ پیش کیا ہمارے جزو یہ سے وستور مذکور کا ثبوت بہم پہنچا، اور
یہ بھی معلوم ہوا کہ سلطان اسلام کا حکم نامہ دوسرے شہر میں کسی قاضی کے لئے کچھ شرائط
پر قابل عمل ہوتا ہے اور وہ کس صورت میں کتاب القاضی الی القاضی کے درجے میں
ہوگا جزو یہ مذکورہ سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفة المسلمين اطلاع حکمی بولا و منتشرہ میں اپنے
قضاۃ کو دیتا تھا اور اسکی اطلاع حکمی میں وہ شروط قدیم سے محفوظ ہیں اور انہیں شروط پر
اس کا حکم نامہ یا اطلاع حکمی معمول و مقبول ہوا۔

اعلان کا نیا طریقہ جس کا رواج ہوا چاہتا ہے اور جس پر ایک طریقہ غامضہ سے اپنے زعم میں دلالت قائم کرنا چاہی اس جزیے سے آشکارا نہیں۔ مانع کو اسی قدر کافی یلک جو اس سے صاف ظاہر ہے وہ ہے جو ہم نے ابھی ذکر کیا اور ظاہر سے عدول یہ دلیل نامقبول پھر مانع تو مانع لزوم ہے اور وہ ہم ہیں نہ کہ مدئی۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ جزئیہ مذکورہ کسی طرح اس اعلان مزعوم پر دلالت کرتا ہے اور یہ کہ حکم اگر پہلے سے ثابت ہو تو قاضی کے پاس اعلان حکم بھینج کے لئے وہ شرط ضروری نہیں جو کتاب القاضی الی القاضی میں درکار ہے، پھر بھی خلیفة اسلمین کے مقررہ قاضیوں کے نزدیک ثبوت حکم کے لئے وہی شرط درکار ہوگی جو اس جزئیہ میں مذکور ہے تو اس سے مفرکہ دھرا اور حکم اور اعلان کا تفرقہ کیا مفید؟

سطور بالاس میں طریقہ علامضہ کا ذکر گزرا اسکی وضاحت کے لئے پیش نظر مقالہ کی عبارت درج کرنا تاگر یہ ہے۔ مقالہ تکار جزئیہ مذکورہ کی توجیہ کرتے ہوئے رقمطر از جیں:

”اس عبارت میں پہلی شرط (ان کتب الخلیفة) کی جزا مخدوف ہے۔ چالیں تو وہ جزا (ففیہ تفصیل) مانیں یا (فیہ علی نوعین) اور دوسری شرط (اذا کان الکتاب فی الحکم-الخ) کی جزا (لا یقبل الا بالشرط القیود کے ساتھ ذکر ناہا) ہے۔“

یہ شرط دو قیدوں کے ساتھ مقید ہے (۱) فی الحکم بشهادة شابدین شہدا عنده۔ (۲) بمنزلة کتاب القاضی الی القاضی۔ جب یہ شرط ان دونوں ضروری قیود کے ساتھ پائی جائیگی تب اس پر لا یقبل الا بالشرط کا حکم جاری ہو گا۔ اور اگر کوئی بھی ایک قید مرتفع ہوئی تو شرط کا تحقیق نہ ہو گا، لہذا اس پر

لایقبل الا بالشرانط کا حکم بھی جاری نہ ہوگا۔ کہ اذا فات الشرطفات المشروط تسلیم شدہ ضابط ہے۔ اب اگر خلیفہ کا خط بمنزہ کتاب القاضی الی القاضی نہ ہو کہ اس سے مقصود و اثبات حکم ہو (خواہ بذریعہ نقل شہادت، یا نقل حکم) بلکہ ثابت شدہ حکم کے اعلان کے لئے ہوتا وہاں کتاب القاضی کے شرائط کا لحاظ ضروری نہ ہوگا۔

فتاویٰ عالمگیری کی عبارت ”فی الحکم بشہادۃ شاهدین“ کا معنی ہوم ہے ”دو گواہوں کی شہادت پر فیصلہ کے بارے میں“۔ اس کو یہ لازم نہیں کہ خلیفہ نے فیصلہ صادر کر دیا، بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خلیفہ نے ”فیصلہ کے بارے میں“ شہادت لی اور اس کی بنا پر فیصلہ صادر کرنے کے لئے اپنے خط کے ذریعہ نقل شہادت کیا، اس طور پر یہ خط خلیفہ کے کئے ہوئے فیصلے سے متعلق نہ ہوا۔ ایسے خط کو فقہا کتاب حکمی کہتے ہیں۔ مانع کے لئے اسی قدر کافی ہے۔ انتہی کلام۔

ہم نے پہلے ہی بانداز سوال عرض کر دیا کہ اعلان و حکم کا تفرقہ کچھ مغایر نہیں اور اعلان، تحقیق- حکم پر موقوف اور قاصیوں کے نزدیک خلیفہ کے حکم کا تحقیق اسی طریقے پر موقوف جو ہمارے محتوا جزئیے میں مذکور ہوا۔ اور مقالہ میں درج صورتِ دیگر، مقالہ نگار کا اپنا استخراج ہے جو جزئیے سے ظاہر نہیں۔

مقالات نگار آگے لکھتے ہیں:

”اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ خلیفہ نے اپنا فیصلہ لکھ کر بھیج تو بھی وہ بمنزہ کتاب القاضی الی القاضی کی قید سے مقید ہے، یہ کہاں ہے کہ اعلان کے لئے بھیجا

جس سے اعلان کا غیر معتبر ہونا ثابت ہو جائے ۔

بھی ہاں ! تسلیم نہ کرنے کی وجہ کیا ہے ؟ حالانکہ اس جزئیے سے صاف ظاہر ہے کہ خلیفہ نے اپنا فیصلہ اپنے قضاۃ کو لکھ کر بھیجا۔ اس طرح اس نے اپنے فیصلے کی اطلاع اصلاح ان قضاۃ کو دی۔ اور یہ باعتراف مقالہ نگار کتاب القاضی الی القاضی کی قید سے مقید ہے تو ثابت ہوا کہ خلیفہ کے فیصلے کی اطلاع بلاد بعدہ میں اس کے قضاۃ کو اسی طریقہ پر ہوتی رہی۔ اب ہم سے یہ کیا سوال ہے کہ یہ کہاں ہے کہ اطلاع کے لئے بھیجا جس سے اعلان کا غیر معتبر ہونا ثابت ہو جائے۔ مفہوم کتاب فی الحکم دونوں پر صادق، خواہ وہ کتاب القاضی تنفیذ حکم کے لئے بھیجی جائے یا پہلے سے ثابت شدہ حکم کے اعلان کے لئے کہ حکم دونوں صورتوں میں ہے۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ پہلے سے ثابت شدہ حکم اگر خلیفہ لکھ کر اعلان کے لئے بھیجے تو اس وجہ سے اس کا خط کتاب فی الحکم کا مصدقہ ہونے سے کیسے نکل جائے گا اور وہ بمنزلہ کتاب القاضی کیوں نہ ہوگا ؟ حالانکہ کتاب القاضی وسرے قاضی کو بر عایت شرائط حکم پر مطلع کرنے اور اسے نافذ کرنے کے لئے بھی بھیجی جاتی ہے۔ اور جب کتاب فی الحکم کا مفہوم تنفیذ و اعلان دونوں کو شامل تو قطعاً ضروری کہ عالمگیری کے جزئیے میں مذکور قید ”بشهادة شابدين شهدا عنده“ کتاب فی الحکم کے مفہوم عام سے متعلق ہو جس کا لازمی معنی یہ ہے کہ شرائط کتاب القاضی کا لحاظ دونوں صورتوں میں ضروری ہے۔

اب جزئیے کا مطلب یہ ہے کہ اگر خلیفہ نے اپنے قضاۃ کو کوئی خط لکھا تو اگر وہ خط دربارہ حکم ہو (خواہ تنفیذ کے لئے ہو یا اعلان کے لئے) جسے خلیفہ نے گواہوں کی موجودگی میں جو اس کے نزدیک حاضر تھے بطور کتاب القاضی الی القاضی لکھا ہو تو انہیں شرائط پر مقبول ہوگا جو تم نے ذکر کیں۔

عالمگیری کے سبزیے کے جواب میں مفتالہ نگار نے

”واقعہ یہ ہے کہ خلیفہ سارے عالم اسلام کا فرمائز وائے اعظم ہوتا تھا، اس کی خدمت میں کسی بھی ریاست، بلکہ کسی بھی ملک کا مقدمہ دائر ہو سکتا تھا، اب اگر اس نے کسی ملک، یا کسی ریاست کے مقدمہ کا فیصلہ کر کے تخفیف کے لئے اپنے قاضی کو خط لکھا تو خصم کہہ سکتا تھا کہ یہ ”کتاب اخليفہ“ نہیں ہے۔ بلکہ مدعا نے جعل سازی کی ہے۔“

اس جواب سے اعلان اور تخفیف کی تصریق سے رہی تخفیف کے لئے کتاب القاضی الی القاضی کی شرط مانی تھی وہ یکسر انٹھ گئی۔ جیسا کہ ظاہر ہے پھر انکوں نے کتاب القاضی الی القاضی کا اعتبار کیوں کیا اور اس میں وہ شرطیں کیوں رکھیں۔ کیا خود قاضی یا رسول قاضی تحقیق کے لئے کافی نہ تھے پھر ان کا اعتبار کیوں نہ کیا۔ بات وہی ہے کہ کتاب القاضی الی القاضی پر صحابہ و تابعین کا اجماع ہولیا اور اس میں وہ شرط اجتماعی ہمیشہ سے محفوظ رہیں اب اگر رسول قاضی یا قاضی کو معترض ہر ایسے اجماع چھوڑتے۔ بھلا ان انکہ دین کو باوصاف حاجت اس طریقہ معہودہ متفقہ کے خلاف جرأت نہ ہوئی کیا ان جدید ذرائع کو بروئے کار لانا اجماع کو اٹھانا نہیں؟ اور جب ان میں خود شبے مانیں تو پھر انہیں ذرائع سے تصدیق و تحقیق چاہتا کیا معنی؟

ٹیلیفون کو قوب کی آواز پر قیاس کرنے کی بحث

بعض احباب نے فرمائش کی کہ ٹیلیفون اور موبائل کی خبر کو دربارہ روایت کافی مانتے والوں نے تو پ کی آواز پر بھی قیاس کیا ہے اس سلسلے میں بھی کچھ لکھا جائے۔

لہذا سوال ہے کہ قیاس اسی وقت ہوتا ہے جب مسئلہ حادثہ میں کوئی نص کتاب و سنت سے نہ ملے کیا یہ قیاس پتہ نہیں دے رہا کہ ٹیلیفون کی خبر کو بمنزلہ استقاضہ مانتے والے اپنے دعوے پر کتاب و سنت سے کوئی نفس نہیں رکھتے مقصیں منصوص نہیں

ہوتا، کیا مقیس علی بھی کوئی ایسا امر ہے جو بغیر نص قو دہالت ہو جائے۔
اب تو پ مقیس علیہ ہے بتایا جائے کہ توپ کا طرق موجہ سے ہونا کون سی نص
پر اعتماد کرتا ہے، کوئی نص مخصوصہ توپ کے بارے میں وارد ہے یا کوئی حکم عام
مخصوص ہے جس کے تحت توپ کا طرق موجہ سے ہونا متدرج ہے یا توپ کا اعتبار
برینائے عرف تھا، برقدیر ثالث توپ پر اعتماد کس زمانے کا عرف تھا، کیا وہی عرف
اب تک چلا آ رہا ہے؟

اس زمانے کے عرف میں توپ کے معتر ہونے کی بھی کچھ شرطیں تھیں یا یونی بل
شرط وہ معبر تھی، برقدیر اول وہ شرطیں کیا تھیں بیان کیا جائے۔
پہلے زمانے میں توپ بعد حکم حاکم دافنی جاتی تھی نیز توپ سلطان اور
اس کے حاکم کے قبضے میں ہوتی تھی، آج تو توپ کا عرف ہی ترہا تو مقیس علیہ اس
زمانے میں موجود ہی نہیں کیوں کہ آج اس کا عرف منقطع ہو گیا تو پھر امر غیر موجود اور
عرف منقطع پر قیاس کا کیا معنی۔

بالفرض اگر توپ چلا کر اعلان کرنے کا عرف ہے تو کیا مطابقاً بلا شرط توپ کا اعتبار
ہو گا یا یہ شرط ہو گی کہ پہلے حکم حاکم متحقق ہو یعنی حاکم کے یہاں شہادت شرعیہ رویت
پلال کی گزرے اور وہ برینائے شہادت حکم کرے، پھر دوسری شرط یہ کہ حاکم اسی توپ
چلوا کر اعلان کروائے جو اس کے قبضے میں ہو پھر یہ بھی شرط ہے کہ اس توپ کی آواز
اس جیسی دوسری توپ کی آواز سے ممتاز و جدا ہو کہ پہچانی جائے اور معلوم ہو کہ یہ اسی
توپ کی آواز ہے جو حاکم نے چلوائی کیا اس تیسری شرط کا تحقق اس آزاد اور بے رہ
روی کے زمانے میں ممکن ہے؟

بہر حال توپ کا اعتبار مستقل جنت شرعیہ نہیں بلکہ حکم حاکم پر موقوف ہے شیلیفون
موپائل جن کی خبر کو درجہ استفاضہ میں مانا جا رہا ہے حکم حاکم اس صورت میں اسی
استفاضہ محدثہ پر موقوف ہے۔ اب بتایا جائے کہ مقیس یعنی شیلیفون کی خبر کا تحقق

اس استدای پر موقوف ہے جو غیر مخصوص ہے اور مقیس علیہ توپ کی خبر حکم حاکم کے بعد معجزہ تو دنوں ایک دوسرے سے جدا ہیں یا نہیں اس طور پر یہ قیاس مع القارق ہوا یا نہیں؟ ہوا اور ضرور ہوا۔

کیا قیاس کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ مقیس اور مقیس علیہ میں علت جامد ہو؟ کیا اسی قدر پر قیاس صحیح ہوگا؟ کیا بے ضرورت قیاس کی اجازت ہے؟ نہیں، تو ضرورت کیا ہے بیان کی جائے، نص اگر موجود ہو تو قیاس نہیں ہوتا کہ نص سے حکم خودی ثابت۔ ان حضرات نے قیاس کے پروے میں کیا یہ نہ مان لیا کہ اپنے دعوے پر کوئی نص نہیں رکھتے؟ صحت قیاس کے لئے کیا یہ ضروری نہیں کہ موانع قیاس مرتفع ہوں؟ ظاہر ہے کہ ماوشہ اہمیت اچھتا نہیں رکھتے، ہمارے لئے تصریحات الحکمة مذہب بمنزلہ نصوص شرع ہیں، نہیں انہیں پر بحکم تقلید عمل لازم۔

اب بتایا جائے کہ شیلیقوں کی خبر حکم بلا دلیل برخلاف تصریحات فقہاء حجت شرعیہ واستفاضہ تو خبر ادی، جب دیکھا کہ دعوے پر کوئی نص نہیں تو اعلیٰ حضرت کے فتوے کا سہارالیما اور توپ کی آواز پر قیاس فرمایا، اس قیاس کا حال خود اعلیٰ حضرت کے کلمات سے ادنیٰ متأمل کو کھل جائے گا۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں:

طريق بستقتم: علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے تو پیس سننے کو بھی حوالی شہر کے دیہات والوں کے واسطے دلائل ثبوت بلاں سے گتنا۔ ظاہر ہے کہ یہاں بھی وہی شرائط مشروط ہوں گے کہ اسلامی شہر میں حاکم شرع محمدؐ کے حکم سے اتنیں کی شامم کو توپوں کے قارئ صرف بحالات ثبوت شرعی رویت بلاں ہو کرتے ہوں کسی کے آنے جانے کی اسلامی وغیرہ کا اصلاً احتمال نہ ہو ورنہ شہر اگرچہ اسلامی ہو مگر وہاں احکام شرعیہ کی قدر نہیں احکام جہاں بے خرد یا نیچری را فرضی وغیرہم بد مذہب ہوں کے حوالے ہیں جنہیں نہ

قواعد شرعیہ معلوم نہ ان کے اتباع کی پردا، اپنی رائے ناقص میں جو آیا اس پر حکم لگادیا، تو پس چل گئیں، تو اسی بے سرو پا باتیں کیا قابل لحاظ ہو سکتی ہیں کمالاً سختی، پھر جہاں کی تو پس شرعاً قابل اعتقاد ہوں ان پر عمل اہل دینہات ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ عند تحقیق خاص اس شہروالوں کو یعنی ان پر اعتقاد سے مفر نہیں کہ حاکم شرع کے حضور شہادتیں گزرننا اس کا ان پر حکم نافذ کرنا ہر شخص کہاں دیکھتا سنتا ہے بحکم حاکم اسلام اعلان عام کے لئے اسی ہی کوئی علامت معہودہ معروفہ قائم کی جاتی ہے جیسے تو پوں کے فائز یا ڈھنڈ و راوغیرہ۔

اقول: نہیں سے ظاہر ہوا کہ ایسے اسلامی شہر میں منادی پر بھی عمل ہو گا حتیٰ کہ اس کی عدالت بھی شرط نہیں جبکہ معلوم ہو کہ بحکم سلطانی ایسا اعلان نہیں ہو سکتا۔ عالمگیری میں ہے:

خبر منادی السلطان مقبول عدلاً كان
أو فاسقاً كذا في جواهر الأخلاقي.

قلت والظاهر انه يلزم اهل القرى الصوم
بسناع المدافع اورؤية القناديل من المضر لانه
علامه ظاهرۃ تفید غلبة الظن و غلبة الظن حجة
موجبة للعمل كما صرحا به، واحتمال کون
ذلك عادة في ليلة الشك الا ثبوت رمضان.
منتهي الحال میں ہے:

لم يذكروا عندنا العمل بالامارات الظاهرة
الدالة على ثبوت الشهر كضرب المدافع في

زماننا والظاهر وجوب العمل بها على من سمعها
من كان غائباً عن المصر كاهل القرى ونحوها
كما يجب العمل بها على اهل المصر الذين لم يروا
الحاكم قبل شهادة الشهود وقد ذكر هذا الفرع
الشافعية فصرح ابن حجر في التحفة انه يثبت
بلامارة الظاهرة الدالة التي لا تختلف عادة
كرؤية القناديل المعلقة بالمنابر قال ومخالفة
جمع في ذلك غير صحيحة (فتاویٰ رشیون ۱۰ ص ۳۲۰، ۳۲۱)

اعلیٰ حضرت عظیم البرکت نے توپ کی آواز کو بعد تحقیق رویت شہر و حوالی شہر کے
لئے اعلان کافی مانا ہے یا غیر محدود علاقے کے لئے؟ بر قدر اقل موبائل کی خبر
دوسرے شہر کے لئے کیوں کرجت شرعیہ ہو سکتی ہے؟ بر قدر ریشمی اعلیٰ حضرت رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے کلمات سے یہ دکھایا جائے کہ توپ کا اعلان حوالی شہر کے علاوہ جہاں آواز
توپ نہ پہنچے بھی معین ہے۔

قیاس کرنے والے صاحب ذرا یہ بتائیں کہ آپ کے دعوے پر نص توبیں درست
ضروراں کو ذکر کرتے، ان نصوص فقہا و تصریحات ائمہ کا کیا جواب ہے؟ صاحب
قیاس کے کسی مقالے میں میں نے یہ پایا کہ انہوں نے اس کا کوئی جواب دیا ہو۔
ایک مکتوب میری نظر سے گزر اجس میں علامہ رحمتی کی عبارت میں استفاضے کی
تعریف کو ان کے زمانے کے لحاظ سے بتایا اور بہت ساری دیگر عبارات جن کو ہم فہم
ذکر کیا ان کو نظر انداز فرمایا۔

ایک اور مقالے میں اپنے طور پر اس شہبے کا ازالہ کے شیلیفون کی خبر دربارہ رویت
معین ہیں یوں فرمایا کہ اعلیٰ حضرت کے زمانے میں شیلیفون سے اطلاع دینے میں
دشواری تھی اب یہ دشواری نہیں بلکہ شیلیفون و موبائل سے رابطہ جلد یا سامنی ہو جاتا ہے

اور 3G موبائل ہو تو ایک دوسرے کو دیکھنا بھی ہوتا ہے یہ مقاولے کا حاصل ہے یہاں مقاولے کی عبارت درج ہوتی ہے:

ازالہ شبہ: پہلی بات تو یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت کے زمانہ کو تو سو سال ہو گئے، آج سے تیس پینتیس سال پہلے بھی ٹیلی فون سے خبر کی یہ صورت نہیں تھی جو صورت آج ہے۔ اس وقت ٹیلی فون سے بات کرنے کے لئے پہلے مقاولی ایچیجنگ میں کال پک کرانی پڑتی تھی، پھر مقاولی ایچیجنگ دوسرے ایچیجنگ سے رابط کرتے تھے، اس کے بعد وہ ایچیجنگ اس ٹیلفون سے رابط کرنے کے بعد بطرز معکوس ٹیلفون کرنے والے سے بات کراتے تھے، جس میں با اوقات گھنٹوں انتظار کرنا پڑتا تھا اور اب ٹیلی فون ہو یا موبائل ان سے بات کرنے کے لئے ان واسطوں کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی ہے۔ آپ جن سے بات کر رہے ہوتے ہیں ان کا نمبر آپ کی نگاہ میں اور جو آپ سے بات کر رہا ہوتا ہے آپ کا نمبر ان کے سامنے ہوتا ہے بلکہ دونوں جانب تحری جی 3G موبائل ہو تو آپ ان کو اور وہ آپ کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

خیر ان دونوں نے تو اپنے طور پر تصریحات فقہا کے تدارک کی ناکام کوشش کی صاحب قیاس نے کیا تدارک کیا بیان کیا جائے، نیز بیان کیا جائے کہ مکتب و مقاولے کا بیان بالا نہیں تسلیم ہے یا نہیں؟ بر تقدیر رائق ان پر بھی وہ سوالات ہیں جو مقاولے میں مفصل گزرے، بر تقدیر ثانی تدارک کیا ہے بیان ہو اور اس پر دلیل قائم کی جائے ورنہ کیا یہ قیاس تصریحات فقہا کا مساعد ہے یا ان کا رافع و مخالف ہے اور اگر مساعد نہیں اور ضرور نہیں تو محض یہ قیاس بے ضرورت نہیں بلکہ موانع قیاس کی موجودگی میں یہ قیاس ہے ایسا کیونکر قابل اختصار ہو سکتا ہے؟

حضرتاج الشریعہ کے موقف کی تصدیق کرنے والے ہزاروں علماء و مفتیان کرام میں سے چند کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں:

علمائے گھوسمی و صنو

- (۱) حضرت علامہ رضوان احمد شریفی، شیخ الادب مدرسہ شمس العلوم، گھوسمی، منو
- (۲) حضرت علامہ داکٹر محمد عاصم عظیمی شیخ الحدیث دارالعلوم اہلسنت شمس العلوم گھوسمی
- (۳) حضرت علامہ فداء المصطفیٰ قادری شیخ الحدیث مدرسہ رضویہ بدرالعلوم، گھوسمی،
- (۴) حضرت علامہ فیضان المصطفیٰ قادری استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسمی، منو
- (۵) حضرت مولانا عبد الرحمن مصباحی استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسمی، منو
- (۶) حضرت علامہ حافظ محمد صدیق مصباحی استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسمی، منو
- (۷) حضرت مولانا مفتی جمال المصطفیٰ قادری پرنسپل جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسمی، منو
- (۸) حضرت مولانا علاء المصطفیٰ قادری ناظم اعلیٰ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسمی، منو
- (۹) مولانا ابو یوسف محمد استاذ جامعہ امجدیہ رضویہ گھوسمی، منو
- (۱۰) مولانا بدر عالم برکاتی مدرسہ حنفیہ بحرالعلوم، منو
- (۱۱) مشقی ممتاز احمد نوری مدرسہ حنفیہ بحرالعلوم، منو
- (۱۲) مولانا محمد شعیب شمسی مدرسہ حنفیہ بحرالعلوم منو
- (۱۳) مولانا نذیر احمد منانی شیخ الادب، اشرفیہ ضیاء العلوم، منو

علمائے بنارس

- (۱۴) حضرت علامہ قاضی علام لیسین صاحب، قاضی شہر، بنارس
- (۱۵) مشقی محمد معین الدین صاحب، عرف پیارے میاں، الجامعۃ الحمیدیہ، شکر تالاب
- (۱۶) مولانا، داکٹر شفیق الجمل صاحب، مہتمم جامعہ تاج الشریعہ، بنارس
- (۱۷) مولانا راجب علی شیخ الحدیث جامعہ حنفیہ غوثیہ، بحر دیہ، بنارس

- (۱۸) مولانا محمد یعقوب صاحب پرنسپل " " " " " " " " " "
- (۱۹) مفتی سید فاروق صاحب مشقی " " " " " " " " " "
- (۲۰) مولانا کریم الازم صاحب استاذ " " " " " " " " " "
- (۲۱) مولانا اشتیاق عالم صاحب استاذ " " " " " " " " " "
- (۲۲) مولانا سید اصغر امام صاحب پرنسپل جامعہ فارقیہ بنارس " " " " " " " " " "
- (۲۳) مولانا صدیق عالم صاحب استاذ " " " " " " " " " "
- (۲۴) مولانا اخلاق احمد صاحب استاذ " " " " " " " " " "
- (۲۵) مولانا عبد الحادی صاحب استاذ " " " " " " " " " "
- (۲۶) مشقی محمد یامین صاحب مفتی حمید یوسفیہ بنارس " " " " " " " " " "
- (۲۷) مولانا نجم الدین صاحب " " " " " " " " " "
- (۲۸) مولانا مصطفیٰ الدین صاحب " " " " " " " " " "
- (۲۹) مولانا صلاح الدین صاحب " " " " " " " " " "
- (۳۰) مولانا حسن کمال صاحب " " " " " " " " " "
- (۳۱) مولانا مفتی قاشی فضل احمد مفتی ضیاء العلوم بنارس " " " " " " " " " "
- (۳۲) مولانا وکیل احمد مصباحی استاذ " " " " " " " " " "
- (۳۳) مولانا محمد اسلم استاذ " " " " " " " " " "
- (۳۴) مولانا مظفر الدین صاحب مدینۃ العلوم جلالی پورہ بنارس " " " " " " " " " "
- (۳۵) مولانا غلام انور صاحب " " " " " " " " " "
- (۳۶) مولانا اتوار احمد صاحب " " " " " " " " " "
- (۳۷) مولانا قاری ولشاد احمد " " " " " " " " " "
- (۳۸) مولانا محیوب عالم مدرسہ رشید العلوم بنارس " " " " " " " " " "
- (۳۹) مولانا جہاگیر عالم " " " " " " " " " "

عنانم

(۲۰) مولانا امیر احمد

علمائے بلرام پور و گونڈہ

- (۲۱) حضرت مفتی حفیظ اللہ صاحب بانی جامعہ عاشق الرحمن صاحب چھپرو، بلرام پور
- (۲۲) مفتی حبیب اللہ صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم فضل رحمانی چھپرو، بلرام پور
- (۲۳) مفتی سعیج الدین شمسی الجامعہ غوثیہ اترولہ، بلرام پور
- (۲۴) حضرت مولانا مفتی سید افضل احمد صدر العلوم گونڈہ
- (۲۵) مولانا مفتی امام الرف دارالعلوم بینا سی گونڈہ

علمائے راجستھان و اندوہر

- (۲۶) مفتی محمد شیر محمد رضوی شیخ الحدیث دارالعلوم اسحاقیہ جوہپور راجستان
- (۲۷) مفتی محمد عالمگیر مصباحی دارالعلوم اسحاقیہ جوہپور راجستان
- (۲۸) مفتی ولی محمد رضوی، بانی، تاگپور، راجستان
- (۲۹) مفتی محمد حبیب یارخان قادری، صدر و مہتمم دارالعلوم نوری اندوہر
- (۳۰) مولانا محمد نوری شیخ الحدیث، دارالعلوم نوری اندوہر
- (۳۱) مولانا ذاکر عبدالعلیم صاحب رضوی نائب شیخ الحدیث دارالعلوم نوری اندوہر
- (۳۲) مفتی انوار احمد قادری الجامعہ الغوثیہ غریب نواز اندوہر، ایم پی
- (۳۳) مولانا محمد عارف صاحب قادری پرنسپل الجامعہ الغوثیہ غریب نواز، اندوہر

علمائے المآباد

- (۳۴) ماہر ہفت لسان حضرت علامہ عاشق الرحمن صاحب حبی
- (۳۵) مفتی شفیق احمد شیر لفی پرنسپل دارالعلوم غریب نواز المآباد
- (۳۶) مفتی مجاهد حسین رضوی شیخ الحدیث دارالعلوم غریب نواز المآباد
- (۳۷) مولانا فضل رسول رضوی استاذ دارالعلوم غریب نواز المآباد
- (۳۸) حضرت مولانا ابوسفیان وارثی دارالعلوم غریب نواز المآباد

- (۵۹) حضرت مولانا مشتاق احمد نوری دارالعلوم غریب نواز ال آباد
 (۶۰) مفتی محمد اسلام مصباحی دارالعلوم افضل الدارس ال آباد

علمائے بریلی

- (۶۱) جملہ مقتیان کرام مرکزی دارالافتاء ۲۸ سوداگران بریلی شریف
 (۶۲) حضرت علامہ بہاء المصطفیٰ قادری شیخ الحدیث جامعۃ الرضا بریلی شریف
 (۶۳) حضرت مولانا مفتی محمد یوس رضا صونس نائب پرنسپل جامعۃ الرضا بریلی شریف
 (۶۴) حضرت مفتی رفیق عالم نوری جامع نوری رضوی بریلی شریف
 (۶۵) حضرت مولانا صغیر اختر مصباحی جامع نوری رضوی بریلی شریف
 (۶۶) حضرت مولانا عزیز الرحمن منانی جامع نوری رضوی بریلی شریف

علمائے کلکتہ

- (۶۷) مفتی مختار عالم رضوی، صدر مجلس علمائے اسلام، کمریہ، کلکتہ
 (۶۸) مفتی دلدار حسین مصباحی، ضیاء الاسلام، ہاؤڑہ، کلکتہ
 (۶۹) مفتی احمد علی تینی مہتمم جامعہ عبداللہ ابن مسعود، کلکتہ
 (۷۰) مفتی افضل حسین مصباحی پرنسپل جامعہ عبداللہ ابن مسعود، کلکتہ
 (۷۱) مولانا شاہد القادری چیڑی مین امام احمد رضا سوسائٹی، کلکتہ
 (۷۲) مفتی شہروز عالم دارالعلوم قادریہ حبیبیہ پیل خاتہ، ہاؤڑہ
 (۷۳) مولانا شرف الدین رضوی پرنسپل دارالعلوم قادریہ، ہاؤڑہ

علمائے بمبنی و مجاہداشت

- (۷۴) نبیرہ نصر اللہ الشریعہ حضرت مفتی محمود اختر قادری، امجدی رضوی دارالافتاء بمبنی
 (۷۵) حضرت مولانا مفتی اشرف رضا صاحب قبلہ دارالعلوم حنفیہ رضویہ قلا پہ بمبنی
 (۷۶) مولانا منصور علی خان صاحب قبلہ، خطیب و امام مسی بھری مسجد، مدینپورہ، بمبنی
 (۷۷) مفتی سید شاکر حسین سیفی صاحب، صدر شعبۃ الفتاویٰ دارالعلوم مجتبی سجافی کراچی بمبنی

- (٨٧) مولانا محمد احمد علی قادری مصباحی، شیخ الحدیث دارالعلوم حبوب بجاہی بھیجنی
- (٨٨) مولانا الحاج ذوالتفقار علی برکاتی صاحب، شیخ الادب دارالعلوم حبوب بجاہی بھیجنی
- (٨٩) مولانا انصار احمد رضوی، پرنسپل دارالعلوم فیضان الحلی حضرت، تھانہ مہاراشر
- (٩٠) مولانا مفتی غلام مجتبی صاحب، پرنسپل دارالعلوم محمد یعنیم الاسلام گونڈی بھیجنی
- (٩١) مولانا مفتی جمال احمد خان صاحب، خطیب و امام مسکن، مسجد کلیان بھیجنی
- (٩٢) مولانا مفتی شرف رضا صاحب، پرنسپل جامعہ الملت رضا، اطہوم ساکی ناکر، بھیجنی
- (٩٣) حضرت علامہ مفتی سراج انور صاحب قبلہ مصباحی، رابوری تھانہ مہاراشر
- (٩٤) مولانا صوفی محمد عارف صاحب قبلہ، پرنسپل دارالعلوم رضوی عبید الاسلام گونڈی بھیجنی

علمائے بستی و سنت کبیر نگرو سدھار تھنگر

- (٩٥) مولانا اسماعیل یار علوی شیخ الحدیث فیض الرسول براؤں شریف
- (٩٦) مفتی محمد مستقیم مصطفوی استاذ " "
- (٩٧) مفتی نظام الدین نوری استاذ " "
- (٩٨) مفتی محمد شہاب الدین نوری مفتی " "
- (٩٩) مولانا محمد راجح تورانی ابن بدرملت استاذ " "
- (١٠٠) مولانا قاری خلق اللہ فیضی، استاذ " "
- (١٠١) مفتی اختر حسین قادری۔ استاذ و مفتی دارالعلوم علیمیہ محمد اشناہی، بستی
- (١٠٢) مولانا شفیق الرحمن قادری، استاذ " "
- (١٠٣) مولانا اکثر انوار احمد خان بغدادی، " "
- (١٠٤) مولانا محمد محراج الحق، بغدادی استاذ " "
- (١٠٥) مولانا کمال احمد نظامی، استاذ " "
- (١٠٦) علامہ اعجاز احمد قادری، شیخ الحدیث تدریس الاسلام یسدیلہ سنت کبیر عگر " "
- (١٠٧) مفتی محمد عزیز عالم رضوی پرنسپل " "

- (۹۹) مولانا فقیر اللہ مصباحی، استاذ
- (۱۰۰) مولانا حبیب الرحمن قادری
- (۱۰۱) مولانا شاہ احمد عظیمی استاذ
- (۱۰۲) مولانا شاہ احمد بستوی
- (۱۰۳) مولانا عسکری رضوی امجدی پرنسیپ دارالعلوم المسنّت تعمیر الاسلام، امرؤ و بحہ، سنت کبیر تکر
- (۱۰۴) مفتی محمد رضا رضوی مصباحی، مفتی دارالعلوم المسنّت تعمیر الاسلام امرؤ و بحہ سنت کبیر تکر
- (۱۰۵) مولانا امام علی نوری مصباحی استاذ
- (۱۰۶) مولانا محمد کرم مصباحی استاذ
- (۱۰۷) مولانا محمد ناظم علی مصباحی استاذ
- (۱۰۸) مولانا قاری محمد مظلوب رضوی
- (۱۰۹) شہزادہ فقیر ملت، مولانا نوار احمد امجدی، مہتمم دارالعلوم امجدیہ ارشد العلوم سنت

متفرق اصلاح کے علمائے کرام و مفتیان عظام

- (۱۱۰) مفتی عبدالحسین قادری، نوری شیخ الحدیث فیض العلوم جیشید پور جہار کھنڈ
- (۱۱۱) حضرت مولانا عبدالصطین حشمتی دارالعلوم مندوہ میہر دویں شریف
- (۱۱۲) حضرت مولانا مختار الحسن چڑھ محمد پور فیض آباد
- (۱۱۳) حضرت مولانا کمال اختر صاحب چڑھ محمد پور فیض آباد
- (۱۱۴) مفتی محمد اسلام استاذ دارالعلوم غوثیہ تیغیہ رسول آباد ضلع ایمپھی
- (۱۱۵) مولانا وصال احمد مصباحی شیخ الحدیث دارالعلوم غوثیہ تیغیہ رسول آباد ضلع ایمپھی
- (۱۱۶) مولانا عبد العزیز خان حشمتی ٹیکیہ تیغیہ بڑھریا، سیوان
- (۱۱۷) علامہ شبیه القادری غوث الورتی عربک کالج، سیوان
- (۱۱۸) مولانا ریاض احمد حشمتی قاہی شہر کانپور
- (۱۱۹) مولانا مفتی الیاس احمد توری اعلم علمائے بلڈ کانپور

- صورتاج الشریعہ کی تصنیف اور ان کتابوں کا نام جن کا تاج الشریعہ نے اردو یا عربی میں ترجمہ فرمایا
 (عربی) (۱) مرآۃ النجدیہ بحوالہ البریلوبیة
 (عربی) (۲) تحقیق ان ایا ابراہیم تاریخ لا آزر
 (عربی) (۳) الحق العین عربی، اردو (دونوں زبانوں میں)
 (عربی) (۴) الصحابة نجوم الاهداء
 (عربی) (۵) حاشیۃ علی صحیح البخاری
 (دو حصے اردو میں) (۶) دفاع کنز الایمان
 (مجموعہ فتاویٰ ۵/ جلدوں میں) (۷) ازہر الفتاوی
 (مجموعہ فتاویٰ ۲/ حصے انگریزی میں) (۸) ازہر الفتاوی
 (عربی) (۹) رسالہ، سد المشارع علی من يقول ان الدين يستغني عن الشارع
 (عربی) (۱۰) صيانۃ القبور
 (اردو) (۱۱) ٹھوی، ویٹھی یوکا شرعی آپریشن
 (اردو) (۱۲) هجرت رسول
 (اردو) (۱۳) شرح حدیث
 (اردو) (۱۴) تمن طلاقوں کا شرعی حکم
 (اردو) (۱۵) ٹائی کامسٹ
 (اردو) (۱۶) کنز الایمان کا دیگر ترجمہ سے تقابلی جائزہ
 (اردو) (۱۷) آثار قیامت
 (اردو) (۱۸) جشن عید میلاد النبی ﷺ
 (اردو) (۱۹) شیر پکش نعتیہ دیوان (اردو)
 (عربی) (۲۰) نعمات اختر نعتیہ دیوان

(۲۱) ترجمہ المعتقد المعتقد المستبد المعتمد (عربی)

(۲۲) تعریف "فضیلت صدیق اکبر"

(۲۳) تعریف "فقہ شہنشاہ و ان القلوب بیلہ المحبوب بعطاء اللہ"

(۲۴) تعریف "تيسیر الماعون للسكن في الطاعون"

(۲۵) تعریف "اہلک الوهابیں علی توهین قبور المسلمين"

(۲۶) تعریف "الهاد الکاف فی حکم الضعاف"

(۲۷) تعریف "حاجز البحرين الواقى عن جمع الصالحين"

(۲۸) تعریف "سبحان السیوح عن عیب کذب مقوح"

(۲۹) تعریف "عطایا القدیر فی حکم التصویر"

(۳۰) تعریف "شمول الاسلام لاصول الرسول الكرام"

(۳۱) تعریف "الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء"

(۳۲) تعریف "قوارع القهار علی المجرمة الفجیار"

(۳۳) تعریف "اراءۃ الادب لفاضل النسب"

(۳۴) تعریف "النهی الاکید عن الصلاة وراء عدی القلید"

(۳۵) ترجمتہ الزلال الانقی من بحر سبقہ الاتقی

نوت: نمبر ۲۲/۳۲ ساری کتابیں علی حضرت کی اردو تصنیف ہیں، تاج الشریعہ نے عربی زبان میں ان کا ترجمہ فرمایا جب کہ نمبر ۳۵/۱۶ علی حضرت کی عربی تصنیف ہے اور تاج الشریعہ نے اس کا اردو میں ترجمہ فرمایا ہے۔

تائید و تصدیق

محمد الحکمیں حضرت علام رحلتی محمد شعیب رضا قادری مرکزی دارالاکفاء بریلی شریف
بسم اللہ ارشاد الرحمن الرحيم

لحمدہ ولصلی ولسلم علی حبیبہ الکریم

خبر مستینش کے سلسلہ میں حضور تاج الشریعہ حظ اللہ کی حقیقت اتنی کتاب دست، مuron
و شروع اور کتب تقاوی و اصول سے میراں ہے اس مقالہِ تکفیر نافرمانی میں اصول قدیم
کی روشنی میں جھیلن جدید، آتا بختم روز سے بھی زیادہ روشن ہے، بلکہ یہ مسلمات
سے ہے کہ حقیقت چدید وہی محیر و مقبول ہو گی جو حقیقت قدیم سے ہم آنکھ ہوا اور اغلوطہ
سلط سے پاک و صاف ہو، اور جس حقیقت میں اغلوطہ و سلط کا دل آجائے وہ حقیقت
نہیں بلکہ وہ وجہت و بدعت ہے جو شریعت میں ناپسند و غیر محبود ہے، حضور تاج الشریعہ
کی تحریر یہیں کتاب دست، اقوال فقہا و ارشادات ائمہ سے ہرجن ہوتی ہیں اس لیے
علام ان کی تحریروں پر اعتماد فرماتے ہیں اور بھی رنگ زیر نظر کتاب میں بھی ہے، حضور
تاج الشریعہ حقیقت کے نام پر حقیقی اور حق تماحقیق فرماتے ہیں اور بھی دأبِ حقیقتیں ہے
اسی لیے نی زماناً آپ محقق علی الاطلاق ہیں، خبر مستینش کے تعلق سے فقیر قادری کا
وہی سوق و سلک ہے جو سیدی قبلہ گاہی، حضور تاج الشریعہ کا ہے جو آپ کی تحریر یہ
نویری سے کالمیں عیاں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

محمد شعیب رضا قادری

خادم: مرکزی دارالاکفاء بریلی شریف

۱۹ محرم الحرام ۱۴۲۹

بروز یکشنبہ

Alhaaj Aftab Husain Qadiri

Secretary Imam Ahmad Raza Welfare
Chhapra, Bihar